عمران سیریز نمبر 11

پتھر کا خون

(مکمل ناول)

O

عمران نے شاید تہیہ کر لیا تھا کہ کیپٹن فیاض کو آگے نکلنے کا موقع نہ دے گا۔ اس کی کار
ون کی کار کے پیچھے تھی اور عمران اپنی کار کے عقب نما آئینے میں فیاض کی کار کے بدلتے
ے رخ دیکھ رہا تھا۔ جیسے ہی وہ اپنے کار آگے نکالنے کی کوشش کرتا.... عمران کی کار سامنے
جاتی.... شہر سے باہر نکلتے ہی عمران نے یہ حرکت شروع کر دی تھی.... تھوڑی ہی دیر میں
کمہ سراغرسانی کا سپرنٹنڈنٹ آپے سے باہر ہو گیا۔

آپے سے باہر ہو جانے کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اس کے ساتھ اس کی نئی اسٹینو
کی پروین تھی.... فیاض کو گمان بھی نہیں تھا کہ راستے میں کہیں عمران سے مڈ بھیڑ ہو جائے
گی۔ بس ایک جگہ یک بیک ایک کار اس کی کار کے برابر چلتی ہوئی نظر آئی پھر آگے بڑھ گئی۔ یہ
مران کی ٹو سیٹر تھی اور عمران نہایت سنجیدہ انداز میں اسے ڈرائیو کر رہا تھا۔ نئی اسٹینو عمران سے
اقف نہیں تھی۔ فیاض دل ہی دل میں جھلس رہا تھا۔ وہ یہ چاہتا ہی نہیں تھا کہ نئی اسٹینو کے
ائے عمران سے جھڑپ ہو۔ عمران سے اس کی کور دبتی تھی.... اور گفتگو کرتے وقت عمران یہ
ھول جاتا تھا کہ وہ کس سے گفتگو کر رہا ہے۔

"نہ جانے کون بیہودہ ہے جناب؟" اسٹینو بڑبڑائی اور فیاض ہارن دینے لگا۔ اچانک عمران کی
ار کچھ اس پوزیشن میں آگئی کہ اگر فیاض پورے بریک نہ لگاتا تو ٹکراؤ لازمی تھا.... اس کی کار
کی چرچراہٹ کے ساتھ رک گئی۔ پروین کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔
عمران کی کار بھی تقریباً دس گز کے فاصلے پر رک گئی۔ فیاض دانت پیستا ہوا اپنی کار سے اتر آیا۔
دوسری طرف عمران کھڑا بسور رہا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر بڑی سعادت مندی سے کہا۔

"میں معافی چاہتا ہوں جناب!" پھر وہ پروین کی طرف دیکھنے لگا جیسے ہی فیاض نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ کھولے عمران بول پڑا "اب جانے بھی دیجئے۔ میں معافی مانگ چکا ہوں۔ قصور میرا نہیں اس کار کا ہے۔ پلائی تھی کل رات.... نشہ اس وقت ہوا ہے.... عجیب واقعہ ہوا جناب پچھلی رات میں تنہا پی رہا تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ تنہا پینے میں بالکل مزا نہیں آتا.... اس لئے پڑوس سے ایک بکری پکڑ لایا۔ مگر بکری بھی شاید کسی اللہ والے کی تھی۔ کم بخت نے چکھی تک نہیں۔ اب کیا کرتا۔ کسی نہ کسی کو تو شریک کرنا ہی تھا۔ لہٰذا تین چار پیگ کار کی ٹنکی میں انڈیل دیئے.... اب اس وقت یہ ظالم نشے میں ہے۔"

"جناب!" پروین نے فیاض سے کہا "یہ حضرت نشے میں معلوم ہوتے ہیں۔ اور نشے کی حالت میں کار ڈرائیو کرنا جرم ہے۔"

"کار نشے میں ہے محترمہ!" عمران نے بڑی سعادت مندی سے کہا۔ "آپ یقین کیجئے۔ میں نے پورے چار بڑے پیگ ٹنکی میں انڈیلے تھے۔"

فیاض الجھن میں پڑ گیا۔ نہ وہ عمران سے تو تو میں میں کر سکتا تھا اور نہ یہی ممکن تھا کہ چپ چاپ اپنی کار میں جا بیٹھتا۔ پروین کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اس بدتمیز آدمی کے خلاف جلد کسی کارروائی کی متوقع ہو۔

"کیا آپ اپنا ڈرائیونگ لائسنس دکھائیں گے؟" پروین نے کہا۔

"ضرور ضرور...." عمران سر ہلا کر بولا۔

اچانک فیاض کو ایک دوسری تدبیر سوجھ گئی۔ وہ ہنسنے لگا۔ پھر پروین سے بولا "کیا تم انہیں نہیں جانتیں؟.... یہ اپنے ڈائرکٹر جنرل صاحب کے صاحبزادے ہیں.... پرمذاق آدمی ہیں۔"

"اوہ...." پروین عمران کو نیچے سے اوپر تک دیکھ کر رہ گئی۔ وہ اس وقت کتھئی پتلون، زرد قمیض اور گلابی ٹائی میں تھا۔

"آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں مسٹر عمران؟" فیاض نے.... بڑی شرافت سے پوچھا۔

"تنہا جا رہا ہوں۔ میرے پاس کوئی تشریف نہیں ہے۔" عمران نے پروین کی طرف دیکھ کر کہا "کیا یہ آپ کی نئی تشریف ہیں' آپ بہت جلد جلد تشریف بدلتے رہتے ہیں.... کیا پرانی تشریف کا تبادلہ کر دیا؟"

پروین برا سا منہ بنا کر کار میں جا بیٹھی اور فیاض آہستہ سے بولا۔

"یہ کیا بیہودگی ہے؟"

"تم اتنی جلد جلد اسٹینو کیوں بدلتے ہو؟"

"تم سے مطلب؟"

"مطلب تو نہیں ہے.... مگر!"

فیاض اس کا جملہ پورا ہونے سے قبل ہی اپنی کار میں آ بیٹھا۔ انجن اسٹارٹ کیا اور پھر چل پڑا۔

"یہ ایک بہت بڑا کریک ہے۔" فیاض اپنی اسٹینو سے کہہ رہا تھا۔ خود رحمٰن صاحب اس سے بیزار ہیں اور انہوں نے اسے اپنی کوٹھی سے نکال دیا ہے۔"

"صورت سے بھی بالکل احمق معلوم ہوتے ہیں۔" پروین نے کہا۔

"صرف معلوم ہوتا ہے.... حقیقتاً ہے نہیں!"

"مگر اس وقت یہ ایک خطرناک حرکت کر رہے تھے.... اگر کاریں لڑ جاتیں تو....؟"

فیاض نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اب وہ عمران کے متعلق گفتگو ختم کر دینا چاہتا تھا۔

"اس وقت شاید وہ نشے ہی میں تھے۔" پروین نے کچھ دیر بعد کہا۔

"نہیں.... وہ شراب نہیں پیتا۔" فیاض بولا۔

اتنے میں عمران کی کار پھر فیاض کی کار سے آگے نکل گئی اور اب فیاض کی سمجھ میں آیا کہ عمران کا مقصد کیا ہے۔ فیاض دراصل ایک واقعے کی تفتیش کے سلسلے میں سنگبار کے علاقہ کی طرف جا رہا تھا۔

سنگبار کے علاقہ میں ایک حادثہ ہو گیا تھا۔ حادثہ بھی ایسا کہ تفتیش کے بغیر اسے حادثہ بھی قرار نہیں دیا جا سکتا تھا۔

سنگبار کے علاقہ میں ایک سڑک نکالنے کے لئے چٹانیں بارود سے اڑائی جا رہی تھیں۔ یکلخت پتھر کے ایک ڈھیر سے خون بہہ نکلا۔ تازہ تازہ خون.... اوورسیئر گھبرا گیا۔ اس نے مزدوروں کی گنتی کرائی۔ آس پاس کے لوگوں کا معائنہ کیا۔ خطرے کے الارم دینے والوں کو ایک کیا لیکن نہ تو ان شعبوں سے تعلق رکھنے والوں میں کوئی کم تھا اور نہ کسی چوکی سے یہی اطلاع ملی کہ کوئی اجنبی آدمی ادھر آ نکلا ہے۔ پتھر کے ڈھیر سے خون کی دھاریں پھوٹتی رہیں!

اوور سیئر نے شہر اطلاع بھجوائی۔ اس کے محکمے نے پولیس کو اطلاع دی.... بہر حال یہ بات تو سراغرسانی تک جا پہنچی۔ اور فیاض اس وقت موقعہ واردات کے معائنے ہی کے لئے سنگبار جا رہا تھا پولیس وہاں پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ لیکن وہ کیپٹن فیاض کی آمد کی منتظر تھی۔

فیاض سوچنے لگا۔ شاید عمران وہیں جا رہا ہے۔ لیکن اس نے تہیہ کر لیا وہ اسے ممنوعہ حد کے اندر قدم بھی نہیں رکھنے دے گا۔

پروین نے عمران کے متعلق پھر کچھ پوچھنا چاہا۔ اور فیاض برا سا منہ بنا کر بولا "ختم کرو!" پھر اس نے اپنی کار کی رفتار تیز کر دی۔ دونوں کاروں میں باقاعدہ قسم کی دوڑ شروع ہو گئی تھی۔ عمران اسے آگے نکلنے کا موقعہ نہیں دے رہا تھا۔ اس وقت حقیقتاً وہ پاگل ہی معلوم ہو رہا تھا۔ دونوں میں سے کسی کی بھی ذرا سی غلطی تباہی لا سکتی تھی۔ پروین کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"تم ایک سرکاری کام میں رخنہ اندازی کر رہے ہو!" فیاض چیخ کر بولا

"تمہاری ہر چیز سرکاری ہے.... پرواہ نہ کرو...." عمران کی دور سے آواز آئی۔

"کیا یہ آدمی پاگل ہے؟" پروین بڑبڑائی "ڈائرکٹر جنرل کا لڑکا ہونا کوئی ایسی بات نہیں۔ یہ تو جہالت ہے!"

فیاض کچھ نہ بولا۔ وہ اندر ہی اندر کھول رہا تھا۔

اس طرح وہ آگے پیچھے سنگبار کے علاقے میں پہنچے۔

یہاں پولیس پہلے ہی سے موجود تھی۔ فیاض کار سے اتر کر اپنی اسٹینو سمیت تار کی باڑھ کے اندر چلا گیا۔ اس احاطے میں جہاں پتھروں میں خون پایا گیا تھا۔ خار دار تاروں سے حد بندی کر دی گئی تھی۔ اور داخلے کے راستے پر پہرہ تھا۔

دور دور تک اونچی نیچی پہاڑیوں کے سلسلے بکھرے ہوئے تھے۔ چٹانیں خشک اور بے آب گیاہ تھیں۔

فیاض نے اس حصے کا جائزہ لیا۔ جہاں سے خون بہا تھا۔ یہاں دور تک اکھڑی ہوئی چٹانوں کا سلسلہ تھا۔ اور یہ بتانا مشکل تھا کہ خون ٹھیک اسی جگہ سے بہا ہے جہاں اس کے بڑے بڑے دھبے نظر آ رہے تھے یا وہ کہیں دور سے آیا تھا۔

بہر حال فیاض نے پہلے تو مختلف زاویوں سے موقعہ واردات کے فوٹو لینے کا حکم دیا۔

پھر اسی کے حکم سے وہ بڑے بڑے کرینوں کے ذریعہ اکھڑی ہوئی چٹانیں اٹھائی جانے لگیں۔

O

عمران نے خار دار تاروں کی حدود میں داخل ہونے کی کوشش نہیں کی۔ وہ اپنی ٹو سیٹر میں بیٹھا ایک کتاب پڑھتا رہا۔ یہ کتاب بچوں کی پرورش سے متعلق تھی۔ اور اس کے سرورق پر تحریر تھا۔

"دانش مند ماؤں کے لئے ایک تحفہ!"

اس نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تک نہیں کہ خار دار تاروں کے اندر کیا ہو رہا ہے.... دوسری طرف فیاض کو بھی حیرت تھی کہ آخر عمران نے اندر آنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔ وہ اس کی صلاحیتوں سے بخوبی واقف تھا۔ اچھی طرح جانتا تھا کہ ناممکن کو ممکن بنا لینا عمران کے لئے مشکل لیکن وہ اندر پہنچنے کے لئے کوئی نہ کوئی جواز ضرور پیدا کر لیتا۔

فیاض کی کار عمران کی کار کے قریب ہی کھڑی تھی۔ فیاض تھوڑی دیر تک تو تاروں کی حدود میں رہا۔ پھر اپنی کار کی طرف لوٹ آیا.... ظاہر ہے کہ ان چٹانوں کو وہاں سے ہٹا لینا گھڑی دو گھڑی کا کام تو تھا نہیں۔

پروین اس کتاب کی طرف غور سے دیکھ رہی تھی جسے عمران بڑے انہماک کے ساتھ پڑھ رہا تھا۔ عمران نے اب بھی ان کی طرف نہیں دیکھا اور نہ کتاب کی طرف سے نظر ہٹائی۔ فیاض کچھ دیر تک چپ چاپ کھڑا رہا۔ پھر عمران کے قریب جا کر بولا۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو؟"

"اوہ...." عمران سہمے ہوئے انداز میں چونک پڑا۔ پھر اس طرح مسکرایا جیسے کوئی غلطی کرتے ہوئے پکڑا گیا ہو۔

"میں یہ کتاب پڑھنے کے لئے ادھر آنکلا تھا" عمران نے سنجیدگی سے کہا "بات دراصل یہ ہے کہ گھر پر اسے پڑھنے کا موقع نہیں ملتا۔ لوگ ٹوکتے ہیں اور کچھ اس انداز میں حیرت ظاہر کرتے ہیں جیسے میں یہ کتاب پڑھ کر سچ مچ بچے جننے لگوں گا.... او.... اف.... بھئی معاف کرنا.... مجھے خیال نہیں تھا کہ تمہارے ساتھ ایک خاتون بھی ہیں! مجھے ایسی گفتگو نہ کرنی چاہئے۔"

"تم سے سنجیدگی کی توقع رکھنا حماقت ہے!" فیاض نے خشک لہجے میں کہا۔

"سنجیدگی بجائے خود ایک بہت بڑی حماقت ہے۔ تم خواہ کتنی ہی شدت سے سنجیدہ کیوں نہ ہو جاؤ۔ زمین و آسمان اپنی جگہ پر رہیں گے"

"سنو!" فیاض ہاتھ ہلا کر بولا "ابھی تک میں رحمان صاحب کا خیال کرتا تھا لیکن اب انہوں نے بھی کہہ دیا ہے کہ تمہارے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہ کی جائے۔"

"افسوس!" عمران ایک طویل سانس لے کر دردناک لہجے میں کہا "تب تو پھر میں کنوارا ہی مر جاؤں گا۔ میرے خیال سے اس وقت ساڑھے ایک بجا ہوگا۔"

فیاض کچھ بولے بغیر پھر اپنی کار کی طرف چلا گیا۔

"یہ کام جلدی ختم ہونے والا نہیں معلوم ہوتا۔" اس نے پروین سے کہا۔

"تو کیا یہاں سے وہاں تک ساری چٹانیں ہٹائی جائیں گی۔" پروین نے پوچھا۔

"کچھ نہیں کہا جا سکتا.... ہو سکتا ہے کہ یہ خون آخری سرے سے بہہ کر آیا ہو...." فیاض بڑبڑایا.... چند لمحے کھڑا کچھ سوچتا رہا.... پھر خاردار تاروں کے اندر چلا گیا.... پروین وہیں ٹھہرنے کا اشارہ کر کے گیا تھا۔

اس لئے وہ کار میں جا بیٹھی۔

دفعتاً عمران نے ایک کار اسٹارٹ کی اور اسے ایک لمبا چکر دے کر ٹھیک فیاض کی کار کی سیدھ میں لے آیا۔ رفتار خاصی تیز تھی۔

پروین کے حلق سے ایک گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی۔ لیکن جب آنکھیں کھلیں تو معلوم ہوا کہ عمران کی کار فیاض کی کار سے ٹکرائی نہیں بلکہ صرف ایک بالشت کے فاصلے پر رک گئی۔

عمران نے انجن بند کیا اور پھر کتاب کھول لی۔

پروین کی چیخ سن کر فیاض پلٹ آیا۔

"کیا سچ مچ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟ فیاض اس کا شانہ جھنجھوڑ کر بولا۔

"افواہ ہے!" عمران نے لاپروائی سے کہا۔

فیاض نے جھلا کر کچھ کہنا چاہا۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ میں اسکا منہ ایک جھٹکے کے ساتھ بند ہو گیا۔ زبان دانتوں کے درمیان آکر زخمی ہو گئی۔

عمران کا سر.... کار کی چھت سے ٹکرایا۔

پروین اس طرح چیخی جیسے کسی نے اس کے چھرا گھونپ دیا ہو۔

دھماکہ ایسا ہی خوفناک تھا۔ پھر ایک بڑا سا پتھر ان کے قریب ہی آ کر گرا.... چیخیں.... چیں.... متواتر چیخیں.... تاروں کی باڑھ کے اندر لوگ چیخ رہے تھے۔ جدھر جس کے سینگ ے بھاگا۔ کچھ اب بھی چیخ رہے تھے.... یہ شاید وہ لوگ تھے.... جو پتھروں میں دب کر دم توڑ رہے تھے۔ عمران کود کر اپنی کار سے باہر آیا لیکن اس کے پیر کانپ رہے تھے۔ دھماکہ نے اس کے اعصاب پر بھی برا اثر ڈالا تھا۔

پھر آدھے گھنٹے کے بعد معلوم ہو سکا کہ تقریباً پندرہ آدمی اپنے پیروں پر کھڑے نہیں سکے.... یا تو وہ بری طرح زخمی ہو گئے تھے۔ یا مر گئے تھے.... کسی کو نہ معلوم ہو سکا کہ وہ ماکہ کیسا تھا؟.... کیوں ہوا تھا....؟ اس کا ذمہ دار کون تھا؟

زخمیوں کی حالت ابتر تھی۔ پولیس کی ریڈیو کار سے ہیڈ کوارٹرز کو اطلاع دی گئی۔ لیکن بعض زخمی ایسے بھی تھے جن کے لئے ایمبولنس گاڑی کا انتظار موت ہی کا پیغام ہوتا.... اس لئے پولیس کی گاڑی کے ساتھ فیاض کی کار بھی کام میں آ گئی۔ عمران کی چھوٹی سی کار کسی مصرف کی تھی اس لئے اسے چھوڑ دیا گیا۔

فیاض.... عمران اور پروین وہیں موجود رہے۔ زخمی شہر بھیج دیے گئے اور مردے وہیں پڑے رہے۔

اوور سیئر فیاض کے قریب کھڑا ہکلا رہا تھا "نن.... نہ جانے.... کیا ہوا.... جناب.... آپ یقین کیجئے.... یہ ناممکن ہے!"

"پھر یہ دھماکہ کیسا تھا؟" فیاض گرج کر بولا.... "محض تمہاری لاپرواہی کی وجہ سے اتنی جانیں گئیں.... یقیناً تمہارے آدمی یہیں کہیں بارود ڈال کر بھول گئے ہیں۔"

"ایسا ممکن نہیں جناب.... جناب.... میری ہی نگرانی میں نہ جانے کتنا کام ہو چکا ہے.... پہلے کبھی یہ کیوں نہیں....؟"

"خیر.... خیر.... بہت جلد حقیقت واضح ہو جائے گی.... کوئی ایسا محکمہ نہیں ہے جہاں رشوت خوری نہ ہو رہی ہو!"

"اب میں آپ کو کس طرح یقین دلاؤں جناب عالی...." اوور سیئر نے ایک طویل سانس

لے کر کہا۔ "خیر جو کچھ میرے مقدر میں ہے وہ تو ہو کر ہی رہے گا۔"

عمران نے اسے اشارہ کیا کہ وہ وہاں سے ہٹ جائے۔

"تم میری اجازت کے بغیر یہاں سے کہیں نہیں جاؤ گے!" فیاض نے اس سے کہا۔

"بہت بہتر جناب!" اوور سیئر نے کہا اور سر جھکائے ایک طرف ہٹ گیا۔

اب کسی میں بھی اتنی ہمت نہیں تھی کہ تاروں کی باڑھ کے اندر قدم رکھ سکتا۔

"فیاض!" عمران اس کے قریب پہنچ کر بولا.... "جہاں دھماکہ ہوا ہے.... وہ جگہ شاید ان بے چاروں کے دائرہ عمل سے باہر ہے۔"

"یہ کیسے کہا جا سکتا ہے!"

"وہ نقشہ منگواؤ.... جس کے مطابق کام ہو رہا ہے۔"

"ہاں! ٹھیک ہے...." فیاض بڑبڑایا.... اور اوور سیئر کو اشارے سے بلا کر کہا.... "وہ نقشہ لاؤ جس کے مطابق کام ہو رہا ہے۔"

"بہت بہتر جناب!" وہ جانے کے لئے مڑا۔

فیاض نے ایک کانسٹیبل کو اس کے ساتھ جانے کا اشارہ کیا۔

عمران نے پروین کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر زردی تھی مگر آنکھوں سے کسی خاص جذبے کا اظہار نہیں ہو رہا تھا۔

"میری گاڑی میں بیٹھ جائیے۔" عمران نے اس سے کہا لیکن وہ بدستور کھڑی رہی۔ پھر فیاض کے ایماء پر وہ عمران کی ٹوسیٹر میں جا بیٹھی۔ اوور سیئر نقشہ لے کر آگیا۔ عمران اور فیاض بڑی دیر تک نقشے پر جھکے رہے۔

پھر عمران سر ہلا کر بولا۔ "نہیں! فیاض صاحب! یہ دھماکہ ان کے دائرہ عمل سے قطعی باہر ہوا ہے۔"

وہ چند لمحے ادھر ادھر نظر دوڑاتا رہا۔ پھر اوور سیئر سے بولا۔ "تمہاری آخری حد وہ ہری جھنڈی ہے نا!"

"جی ہاں.... وہی ہے...."

"میرے ساتھ آؤ...." عمران فیاض کے شانے پر ہاتھ رکھ کر زمین سے اٹھتا ہوا بولا۔

وہ فیاض کو ساتھ لیکر تار کی باڑھ کے اندر داخل ہو گیا.... یہاں پانچ لاشیں ادھر ادھر ہوئی تھیں۔ مرنے والوں میں دو کانسٹیبل تھے اور تین مزدور....!

"تم یہاں کیوں آئے تھے؟" فیاض نے پوچھا۔

"مجھ جیسے آدمی کے لئے یہ سوال قطعی فضول ہے۔ میں بھی دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ خون کیسا ہے مگر اب تو یہاں خون ہی خون ہے۔"

فیاض کچھ نہ بولا۔ وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سے کرینوں نے کچھ چٹانیں ہٹائی تھیں۔

"یہ ادھر دیکھو!" عمران بولا "خون یہاں بھی ہے.... یقیناً یہ کہیں دور ہی سے آیا ہے اور دھماکہ ٹھیک اسی جگہ ہوا ہے جہاں اکھڑی ہوئی چٹانوں کا سلسلہ ختم ہوا تھا۔"

"تو پھر.... ہاں.... میں بھی یہی محسوس کر رہا ہوں۔" فیاض نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"فی الحال میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اوور سیئر بے قصور معلوم ہوتا ہے.... ظاہر ہے کہ کل کے بعد سے اب تک یہاں کام نہیں شروع ہوا۔ اگر اسی سلسلے کی کوئی سرنگ وہاں اس جگہ تھی تو اسے بھی کل ہی پھٹ جانا چاہئے تھا اور اگر یہ اسی سلسلے کی کوئی سرنگ تھی جو اتفاقاً کل نہیں پھٹ سکی تو آج اس کے لئے تم اوور سیئر کو الزام نہیں دے سکتے۔"

"الزام کو فی الحال الگ ہٹاؤ.... اتنی جانیں ضائع ہو گئیں.... اس کا ذمہ دار کون ہوگا۔"

"کوئی نہیں.... اگر زلزلہ آیا ہوتا.... اگر سیلاب آیا ہوتا.... تب کون ذمہ دار ہوتا.... ان باتوں کو چھوڑو.... اور پھر دھماکے کی نوعیت یقیناً تشویش کن ہے۔" عمران اکھڑی ہوئی چٹانوں کے ڈھیر پر چڑھنے لگا۔

"یہ کیا کر رہے ہو؟" فیاض نے کہا۔

"بھئی میں تمہاری طرح سرکاری آدمی تو ہوں نہیں کہ میرے بعد سرکار کو کوئی دوسرا مہیا کرنے کی فکر ہوگی۔"

"نہیں.... تم ادھر نہیں جا سکتے۔" فیاض جھنجھلا گیا۔

"تم بھی آؤ۔" عمران مڑ کر مسکرایا.... "تمہاری اسٹینو پر تمہاری دلیری کی دھاک بیٹھ جائے گی.... ویسے دیر کرنے میں ہو سکتا ہے کہ دھماکے کی وجہ نہ معلوم ہو سکے!"

مجبوراً فیاض بھی چٹانوں پر چڑھا.... اس کا دل نہیں چاہتا تھا مگر عمران نے لڑکی کا حوالہ

دے کر اس پر طنز کیا تھا۔

وہ بمشکل تمام اس جگہ تک پہنچے جہاں دوسرا دھماکہ ہوا تھا.... یہاں بھی اکھڑی ہوئی چٹانوں کے ڈھیر تھے اور ان کے نیچے ڈھلان تھی.... بجری چٹانیں لڑھکتی ہوئی نیچے جا پڑی تھیں۔ اچانک عمران چیخا۔

"ادھر.... خون.... وہ دیکھو...."

ڈھلان سے خون بہہ بہہ کر نیچے جا رہا تھا۔ چٹانوں کے نیچے سے کئی جگہ پتلی پتلی نالیاں سی پھوٹ نکلی تھیں.... اور موٹی موٹی سرخ لکیریں متحرک نظر آ رہی تھیں۔

فیاض کے پیر بری طرح کانپنے لگے۔ عمران چٹانوں سے اتر کر ڈھلان کی طرف جانے لگا۔

"یہ.... تک.... کیا کر رہے ہو؟" فیاض بڑبڑایا۔

"تم بھی آؤ...." عمران ٹھہرے بغیر بولا۔

فیاض بھی ہمت کر کے نیچے اترنے لگا۔ اور وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سے خون کی دھاریں نکل رہی تھیں!

"اب تم کیا کہو گے؟" عمران نے فیاض کی طرف دیکھ کر کہا۔

فیاض نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری لیکن کچھ کہنے کی بجائے عمران کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔

"آج ادھر کون تھا!" عمران نے کہا۔ "پھر یہ خون کس کا ہے؟.... کیسا ہے؟"

عمران نے چٹانوں کے رخنوں سے جھانکنے کی کوشش کی.... لیکن کچھ نہ دیکھ سکا۔

وہ دونوں کافی دیر تک ادھر ادھر سر مارتے رہے۔ پھر عمران واپسی کے لئے مڑا ہی تھا کہ اچانک فیاض نے اسے ایک طرف جھپٹتے دیکھا۔

یہ کوئی چمکدار چیز تھی جسے اٹھانے کے لئے عمران جھکا تھا۔ فیاض تیزی سے آگے بڑھا.... وہ کسی دھات کی ایک چمکدار ٹکیہ تھی جس کا کچھ حصہ ایک بڑے پتھر کے نیچے دبا ہوا تھا۔ عمران اسے نکالنے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی آخر اس نے جیب سے قلم تراش چاقو نکال کر اس کے قرب و جوار کی مٹی کھودنی شروع کر دی۔

بدقت تمام وہ اسے نکالنے میں کامیاب ہوا۔

ٹکیہ پالش کئے ہوئے فولاد کی تھی جس کا قطر دو انچ ضرور رہا ہوگا۔ یہ ایک طرف سے سادہ اور دوسری طرف ایک چھوٹے سے دائرے کے اندر طلوع ہوتے ہوئے سورج کا نقش تھا۔

"یہ کیا ہے؟" فیاض نے کہا۔

"کچھ بھی ہو۔" عمران سر ہلا کر بولا "یہ ایک وزنی دھات ہے۔ ہوا میں اڑ کر یہاں تک سے رہی.... کوئی نہ کوئی لایا ہی ہوگا۔ اور اس کی حالت سے یہ بھی نہیں ظاہر ہوتا کہ یہ دنوں تک یہاں پڑی رہی ہے.... اس کی چمک دیکھو!"

"کیا تم اس سے کسی نتیجے پر پہنچ رہے ہو؟" فیاض نے پوچھا۔

"نہیں.... مگر!" عمران سوچنے لگا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ "جب تک کہ یہ ساری یہاں سے ہٹا نہ لی جائیں.... اس وقت تک کچھ نہیں کہا جاسکتا۔"

عمران نے وہ ٹکیہ اپنی جیب میں ڈالنی چاہی۔

"نہیں!" فیاض اس کا ہاتھ پکڑتا ہوا بولا۔ "تم یہاں سے کوئی چیز نہیں لے جاسکتے۔"

"تمہاری مرضی.... میں اسے قبر میں نہ لے جاتا۔" عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا اور وہ ٹکیہ اسے واپس کر دی۔

تھوڑی دیر بعد سنگبار کا ویرانہ گاڑیوں کی آوازوں سے گونجنے لگا.... پولیس کے کئی مسلح وہاں پہنچ گئے تھے۔ جن کے ساتھ ایمبولنس گاڑیاں بھی تھیں۔

عمران پھر اپنی کار کی طرف واپس آگیا۔

کیونکہ قانونی طور پر اب وہاں اس کیلئے کوئی گنجائش نہیں تھی! پروین بدستور بیٹھی رہی۔

"آپ لوگ اس طرف چلے گئے تھے.... میں ڈر رہی تھی۔" اس نے کہا۔

"ہوں اوں...."

عمران اب اس میں دلچسپی لینے کے موڈ میں نہیں تھا۔ لیکن محض اس موقع پر.... ورنہ وہ تو سے پروین میں دلچسپی لیتا رہا تھا! اسی دن سے جب فیاض کے آفس میں اسکا تقرر ہوا تھا۔

وہ سوچ رہا تھا اپنی تمام تر ذہنی قوتوں کے ساتھ.... اس کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئی تھیں۔

پروین دوسری طرف کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گئی۔ عمران نے اسے روکا نہیں.... وہ اسی طرح بیٹھا رہا.... پھر انجن اسٹارٹ کر کے کار کو سڑک پر نکال لایا۔

اچانک اس نے پروین کی آواز سنی..... جو چیختی ہوئی کار کے پیچھے دوڑتی آ رہی تھی۔

"ٹھہریئے..... ٹھہریئے..... میرا پرس رہ گیا ہے۔"

عمران نے رفتار تیز کر دی۔ اور اب اس نے بائیں ہاتھ سے زپ کھینچی اور اسے گود میں رکھ کر اندر کی چیزوں کا جائزہ لینے لگا..... اس میں تھوڑے سے سکوں کے علاوہ ایک چھوٹا سا آئینہ اور لپ اسٹک جیسی دوسری آرائشی مصنوعات تھیں۔ مگر ایک اہم چیز! اعشاریہ پانچ کا ایک پستول۔

عمران نے ایک طویل سانس لی اور پرس کو پھر بند کر کے وہیں ڈال دیا جہاں سے اٹھایا تھا۔

کار کی رفتار پھر کم ہو گئی۔

پھر عقب نما آئینے پر نظر پڑتے ہی اسے یقین ہو گیا کہ پیچھے آنے والی کار میں پروین ہی ہو گی۔ اس نے کار کی رفتار کم کر دی اور اسے موڑنے لگا۔ دوسری کار تھوڑے ہی فاصلے پر رک گئی.....

پروین کار سے اتر رہی تھی۔

"اوہو.....!" عمران نے بلند آواز میں کہا..... "میں واپس ہی ہو رہا تھا..... آپ اپنا پرس چھوڑ گئی تھیں میں نے ابھی دیکھا۔"

پروین کار کے قریب آ گئی۔

عمران نے پرس اٹھا کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "فیاض سے ہوشیار رہیے گا..... وہ ہر تیسرے چوتھے ماہ اسٹینو بدل دیتا ہے۔"

"اس مشورے کا شکریہ!" پروین برا سا منہ بنا کر بولی۔ اور پرس لیکر دوسری طرف چلی گئی۔

عمران اس ریوالور کے متعلق نہیں سوچ رہا تھا جو پروین کے پرس میں نظر آیا تھا..... شاید وہ اس کے لئے غیر متوقع نہیں تھا..... ویسے یہ ضروری نہیں تھا کہ کیپٹن فیاض کی اسٹینو بھی قانونی طور پر پستول رکھنے کی مجاز ہو سکتی!

* * *

تین دن کے بعد فیاض بوکھلایا ہوا عمران کے فلیٹ میں داخل ہوا۔

عمران تنہا تھا۔ اور بظاہر بیکار نظر آ رہا تھا۔ اس پر بلا کی سنجیدگی طاری تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اسے اپنے بچوں کے مستقبل کی فکر ستا رہی ہو۔

اس نے اس طرح فیاض کا استقبال نہیں کیا جیسے عموماً کیا کرتا تھا۔ اس کے اس غیر متوقع رویہ پر فیاض کو بھی حیرت ہوئی۔

"کیوں کیا بات ہے؟" فیاض کرسی کھینچ کر بیٹھتا ہوا بولا "آج کچھ عجیب سے لگ رہے ہو!"

"مجھے تمہارے مستقبل کی فکر ہے....." عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"میں تمہیں اس خون کے متعلق بتانے آیا ہوں..... فیاض نے جیب سے سگریٹ کیس نکالا اور خاموش ہو کر اس میں سے ایک سگریٹ منتخب کرنے لگا۔ وہ خود کو پُرسکون ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اگرچہ انتشار کے آثار اب بھی اس کے چہرے پر نمایاں تھے۔

"تم سے زیادہ شاید میں اس کے متعلق جانتا ہوں۔" عمران نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

"کیا جانتے ہو؟..... اتنا ہی..... جتنا پولیس رپورٹر لے اڑے ہیں۔"

"نہیں..... میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ان اکڑی ہوئی چٹانوں کے نیچے سے برآمد ہونے والی لاشوں میں کچھ لاشیں ایسی بھی ہیں جن کی موجودگی محکمہ خارجہ کیلئے باعث تشویش ہو سکتی ہے۔"

"تم کیا جانو!" فیاض اسے گھورنے لگا۔

"تم شاید تین ہزار معاملات میں چار ہزار بار مجھ سے یہی سوال کر چکے ہو۔" عمران سر ہلا کر بولا "خیر بتاؤ..... تم کیا بتانا چاہتے ہو؟"

"نہیں پہلے تم بتاؤ کہ تمہیں اس کا علم کیونکر ہوا۔ یہ بات چند خاص آدمیوں کے علاوہ اور کسی کو نہیں معلوم!" فیاض اسے گھورتا ہوا بولا۔

"کیا تم مجھے کوئی عام آدمی سمجھتے ہو؟" عمران بگڑ گیا۔

"میں تمہیں آدمی ہی نہیں سمجھتا!" فیاض نے پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا

"خیر تم نہ بتاؤ..... میں تمہیں بتاؤں گا..... پتھروں کے نیچے سے پندرہ کچلی ہوئی لاشیں برآمد ہوئی ہیں ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پیروں میں بیڑیاں تھیں..... اور اکڑی ہوئی چٹانوں کی اندرونی ساخت کچھ اس قسم کی ہے جیسے وہ تراشی گئی ہوں۔"

"ہاں! ہو سکتا ہے؟"

"کیا ہو سکتا ہے؟"

"تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ وہ تم سمجھتے ہو۔ دہرانے کی ضرورت نہیں!"

"میں سمجھتا ہوں کہ پہاڑیوں کو اندر سے تراش کر کچھ کال کوٹھریاں بنائی گئی تھیں اور وہاں کچھ قیدی رکھے گئے تھے۔"

"اتنی موٹی عقل میں بھی رکھتا ہوں۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "کیا اس میں بھی کوئی عجیب بات ہے جو تم مجھے بتانا چاہتے ہو۔"

"کیا یہ بذات خود عجیب نہیں ہے۔"

"میری نظر میں نہیں! کیا پہاڑوں کا اندر سے تراشا جانا کوئی حیرت انگیز چیز ہے۔ آج سے دو ہزار برس پہلے کے لوگ بھی اس فن سے واقف تھے اور وہاں قیدیوں کا ہونا بھی حیرت انگیز نہیں ہے۔ کیا کسی کو قید کر کے کہیں بند کر دینا انسانی دسترس سے باہر ہے؟"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟" فیاض کے لہجے میں اکتاہٹ تھی۔

"میں تمہیں اس سلسلے کی سب سے زیادہ حیرت انگیز بات بتانا چاہتا ہوں۔" عمران فیاض کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "محکمہ خارجہ کے جس آفیسر کی لاش آج وہاں سے برآمد ہوئی ہے۔ وہ کل چار بجے شام تک اپنے آفس میں دیکھا گیا ہے۔ آج جو لاشیں برآمد ہوئی ہیں وہ کم از کم تین دن پہلے کی ہیں۔ ان کی حالت یہی ظاہر کرتی ہے۔"

"تمہیں جیل میں ہونا چاہئے!" فیاض نے سنجیدگی سے کہا۔

"اور تمہیں پھانسی کے تختے پر....." عمران کی سنجیدگی میں بھی کوئی فرق نہیں آیا۔

"یہ بات جو تم نے مجھے بتائی ہے ایک سرکاری راز ہے!"

"اور میں نے یہ راز کسی غیر سرکاری آدمی پر نہیں ظاہر کیا۔"

"تم....." فیاض کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا۔

"بہر حال!" عمران ایک طویل سانس لے کر بولا۔ "مجھے اب اس قسم کے کاموں سے کوئی دلچسپی نہیں رہ گئی..... میں آج کل ادب کی خدمت کر رہا ہوں۔"

"مجھے معلوم ہے کہ آج کل تم کیا کر رہے ہو۔" فیاض نے برا سا منہ بنا کر بولا۔ "اگر تمہیں ان معاملات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تو تم نے اتنی اہم معلومات کیسے حاصل کیں؟"

"یہ ان معلومات کی نالائقی ہے..... کہ مجھ جیسے ناکارہ آدمی کے فلیٹ میں چلی آئیں۔"

"عمران مذاق چھوڑو!" فیاض نے کہا۔ "میں سنجیدگی سے اس مسئلے پر تمہارا مشورہ چاہتا ہوں۔"

"میرا مشورہ یہ ہے کہ تم فی الحال اپنی نئی اسٹینو سے ہوشیار رہو۔"

"پھر وہی بے تکی..... تم آخر اس کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو؟"

"میں نے تمہیں آگاہ کر دیا۔ آئندہ تم جانو!"

"اگر تم گفتگو نہ کرنا چاہتے ہو تو صاف صاف کہہ دو..... میں چلا جاؤں گا۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار تھے۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا "وہ تختی تو تمہارے پاس محفوظ ہی ہو گی۔"

"وہ..... وہ....." فیاض کچھ سوچتا ہوا بولا..... "ہاں کیوں.....؟"

"میں اسے ایک بار پھر دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"کیوں؟"

"فیاض..... جب میں سنجیدگی سے گفتگو کرنے پر تیار ہوتا ہوں تو تم مسخرہ پن کرنے لگتے ہو۔ میں اسے دوبارہ دیکھنا چاہتا ہوں! مجھ سے وجہ نہ پوچھو!"

"وہ..... وہ..... دراصل..... کہیں گم ہو گئی....."

"ہم....." عمران کرسی سے اٹھتا ہوا بولا..... "تو کپتان صاحب میں اس سلسلے میں کوئی گفتگو نہیں کروں گا۔"

"کیا وہ اس سلسلے میں اتنی اہم تھی!"

"اس سے بھی زیادہ!"

"کیا اہمیت رکھتی تھی؟"

"کچھ بھی نہیں..... اب کچھ بھی نہیں۔ لیکن کیا وہ تمہاری جیب ہی میں پڑے پڑے کھو گئی یا تم نے اسے کسی کو دکھایا بھی تھا؟"

"مجھے کچھ یاد نہیں! میں نے اسے زیادہ اہمیت نہیں دی تھی۔ اس لئے یہ بتانا مشکل ہے۔ ظاہر ہے کہ جب میری نظروں میں اس کی کوئی اہمیت ہی نہیں تھی تو میں کسی سے اس کا تذکرہ کیا کرتا!"

"کری اسٹینو؟"

"تم نے پھر اس کا نام لیا۔"

"اس سے تذکرہ کیا تھا یا نہیں....." عمران نے فیاض کے لہجے کی پروا کئے بغیر کہا۔

"نہیں!" فیاض نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

عمران نے جلدی ہی کچھ نہیں کہا۔ وہ کسی سوچ میں پڑ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا "تمہارے آفس میں مختلف ممالک کی سیکرٹ سروس کے شناختی نشانات کے نمونے نہیں ہیں؟"

"ہیں کیوں نہیں؟"

"جاؤ!" عمران نے درویشانہ انداز میں ہاتھ اٹھا کر کہا "انہیں ایک بار غور سے دیکھ ڈالو... خدا نے چاہا تو اس بار بیٹا ہوگا!"

"ٹھیک سے بات کرو۔" فیاض جھنجھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"سلیمان!" عمران نے ہانک لگائی.... اور دوسرے ہی لمحے میں اس کا نوکر سلیمان کمرے کے اندر تھا۔

"تم بڑے گدھے ہو!" عمران نے اسے گھور کر دیکھا۔ ایک گھنٹے تک.... یہیں اسی جگہ کھڑے رہو.... ایک ٹانگ پر.... تمہاری سزا یہی ہے۔"

سلیمان نے یہ بھی نہیں پوچھا کہ سزا کس قصور میں مل رہی ہے۔ چپ چاپ ایک ٹانگ پر کھڑا ہو گیا!

"ایک گھنٹے سے پہلے اگر تم نے جنبش بھی کی تو کھال گرا دوں گا....!"

فیاض دانت پیس کر رہ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران اب اسے بھگانا چاہتا ہے۔ اس نے فلٹ ہیٹ اٹھائی اور اس انداز میں "خدا حافظ" کہتا ہوا باہر نکل گیا جیسے "جہنم میں جاؤ!" کہا ہو!

"پیر نیچے گراؤ...." عمران کاشن دینے کے سے انداز میں چیخا۔ سلیمان نے دوسرا پیر فرش پر رکھ دیا!

"آج کون سی تاریخ ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"جمعرات ہے!" سلیمان نے جواب دیا۔

"شاباش.... ٹھیک ہے۔"

سلیمان نہایت سنجیدگی سے رخصت ہو گیا۔ اس نے اب بھی عمران سے یہ نہیں پوچھا کہ اسے ایک ٹانگ پر کھڑے رہنے کی سزا کیوں ملی تھی!

عمران چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے فون پر جولیانا فٹز واٹر کے نمبر ڈائیل کئے۔

"ہیلو!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ایکس ٹو...."

"یس سر!"

"کیپٹن فیاض کی اسٹینو کے متعلق تم نے اور کیا معلومات فراہم کیں؟"

"کچھ پتہ نہیں چلا جناب! ان تین دنوں میں اس سے کوئی غیر معمولی حرکت سرزد نہیں ہوئی۔ اس کے کسی معمول میں فرق آیا ہے۔ جہاں پہلے رہتی تھی وہیں اب بھی ہے۔ پانچ بجے سے نو رات تک گرینڈ ہوٹل میں بیٹھتی ہے۔ کبھی کیپٹن فیاض ساتھ ہوتا ہے۔ کبھی نہیں ہوتا۔"

"جب فیاض نہیں ہوتا تو کون ہوتا ہے؟"

"کوئی بھی نہیں.... وہ تنہا ہوتی ہے۔"

"تمہیں یقین ہے؟"

"جی ہاں.... میں اسے بہت قریب سے دیکھتی رہی ہوں.... مگر جناب یہ قصہ کیا ہے؟"

"وہ لڑکی مشتبہ ہے میں نے آج سے دو ماہ قبل اسے ایک ایسے آدمی کے ساتھ دیکھا تھا جس بہت دنوں سے میری نظر رہی ہے لیکن اب وہ آدمی بھی آج کل نظر نہیں آ رہا ہے۔"

"لڑکی بڑی خوبصورت ہے جناب!" جولیا نے کہا۔

"ہاں! اسی لئے میں سوچ رہا ہوں کہ اس کی نگرانی کے لئے سارجنٹ ناشاد بہتر رہے گا۔"

جولیا کی ہنسی کی آواز آئی۔

ادھر عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

اچانک ایک دوسرے کمرے میں اس فون کی گھنٹی بجی.... جس کے نمبر ٹیلی فون ڈائرکٹری میں نہیں تھے۔ عمران اس کمرے میں آیا اور ریسیور اٹھا کر سننے لگا۔

"میں تنویر ہوں جناب!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "بھدی داڑھی والا پھر نظر آیا ہے۔"

"کہاں؟" عمران نے پوچھا۔

"وہیں.... جہاں آج سے دو ماہ قبل دیکھا گیا تھا۔"

"مگر وہ مکان تو اس نے چھوڑ دیا تھا۔"

"جی ہاں! وہ اب بھی کرائے پر خالی ہے اور مقفل بھی ہے۔ لیکن اوپری منزل کی ایک

کھڑکی میں.... میں نے اسے دیکھا ہے۔"

"کب دیکھا ہے؟"

"زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ گذرے ہوں گے۔"

"مکان اس وقت بھی مقفل تھا؟"

"جی ہاں اور اس پر.... "کرائے کے لئے خالی ہے۔".... کا بورڈ موجود ہے!"

"آج کل کے زمانے میں بھی مکان اتنے دنوں تک خالی پڑے رہتے ہیں؟"

"اس کے متعلق بڑی روایتیں سننے میں آتی ہیں.... مکان آسیب زدہ مشہور ہے!"

"اچھا!.... میں دیکھوں گا!"

"کیوں نہ ہم میں سے کوئی اسے کرائے پر حاصل کر لے...." تنویر نے کہا۔

"نہیں.... !صرف اس کی نگرانی جاری رکھو!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

وہ ابھی دروازہ تک بھی نہیں پہنچا تھا کہ دوسرے فون کی گھنٹی بجی جس کے نمبر ٹیلیفون ڈائرکٹری میں موجود تھے۔

"ہیلو.... !عمران!"

"ہاں.... عمران...."

"میں فیاض ہوں!"

"گلے میں اپنے نام کا سائن بورڈ لٹکا لو.... میں جانتا ہوں کہ تم فیاض ہو.... تفضل حسین نہیں ہو سکتے!"

"میں نے نشانات کے نمونے دیکھ ڈالے...." فیاض بولا.... اس کی آواز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ ہانپ رہا ہو۔

"بہت اچھا کیا.... کوئی خاص بات؟"

"ہاں.... اور اب مجھے افسوس ہے.... کہ میں تمہاری باتوں کو فضول کیوں سمجھتا رہا؟"

"کمرے میں اور کون ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"کوئی بھی نہیں ہے.... میں تنہا ہوں!"

"تب بھی آہستہ بولو!"

"وہ ٹکیہ.... اس پر دائرے میں طلوع ہوتے ہوئے سورج کا نقش تھا.... یہی ایک مغربی ک کی سیکرٹ سروس کا شناختی نشان ہے!"

"ہے نا!"

"سو فیصدی ہے.... مجھے افسوس ہے عمران!"

"پرواہ نہ کرو!"

"کیا تم اس سلسلے میں میری مدد کر سکو گے؟"

"نہیں!" عمران نے بڑی صفائی سے کہا۔

"کیوں؟"

"لڑکی والے اسے ناپسند کرتے ہیں.... میں تم سے استدعا کروں گا کہ مجھ سے ملنا جلنا ترک کر دو میں اب نہایت شرافت سے زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں بات طے ہو گئی ہے لیکن لڑکی والے اس پر معترض ہیں کہ میرا پولیس والوں سے ملنا جلنا ہے ان کا خیال ہے کہ میرے لئے ماس گھی کی تجارت موزوں رہے گی!"

"یار عمران!"

"نہیں بس!.... کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں کنوارہ ہی مر جاؤں تم خود تو شادی شدہ ہو اور ہر دوسرے ماہ اسٹینو بھی بدل دیتے ہو واہ یار! لعنت ہے تمہاری دوستی پر.... پھٹکار ہے.... بس تم....!"

اس نے ریسیور رکھ دیا!

○

ٹھیک چھ بجے عمران کی کار گرینڈ ہوٹل کی کمپاؤنڈ میں پہنچ گئی۔ وہ تنہا تھا۔

حسب معمول جسم پر شوخ رنگوں والا لباس تھا۔ نیلی پتلون۔ زرد قمیض.... گلابی ٹائی اور بے داغ برف سا شفاف کوٹ!

فلٹ ہیٹ گہری نیلی تھی اور اس کے بائیں طرف گلاب کی تین کلیاں اڑسی ہوئی تھیں۔

گرینڈ ہوٹل کے بل کیپٹن نے اگر اسے کار سے اترتے نہ دیکھا ہوتا تو شاید اسے اندر گھسنے نہ دیتا.... پھر بھی اس نے اسے ٹوک ہی دیا۔

"جناب والا! ذرا اس بورڈ پر بھی نظر رکھیں۔" اس نے ایک بورڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جس پر تحریر تھا۔

شام کی تفریح کے لئے ایوننگ سوٹ میں آنا نہ بھولئے!

"لیکن میں بھول گیا۔" عمران نے مغموم لہجے میں کہا اور ڈائننگ روم میں داخل ہو گیا... اس نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی لیکن پروین کہیں نہ دکھائی دی... البتہ اس نے جولیانا فٹز واٹر کو دیکھا جو اس کی خبط الحواسی پر مسکرا رہی تھی۔

عمران آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھنے لگا... اس کے جوتوں... کی چرچراہٹ سارے ڈائننگ ہال میں گونج رہی تھی۔ ظاہر ہے کہ دوسرے لوگ اسے گھور رہے ہوں گے۔ جولیا اسے اپنی طرف آتا ہوا دیکھ کر بوکھلا گئی... کم از کم باسلیقہ عورت تو ایسی سج دھج میں عمران کو برداشت نہیں کر سکتی تھی... مگر جولیا کرتی ہی کیا...

"آپ کی اجازت سے..." عمران آہستہ سے کہتا ہوا اسی کی میز پر جم گیا۔

"وہ دیکھئے... میرے ساتھی..." جولیا ہکلائی۔

"جب آپ کا کوئی ساتھی آئے تو مجھے بتا دیجئے گا... میں اٹھ جاؤں گا لیکن ایسی صورت میں جبکہ میں تنہا ہوں... نہیں۔ میں تنہا نہیں رہ سکتا۔ آپ دیکھئے نا یہ سب لوگ مجھے کتنی خراب نظروں سے گھور رہے ہیں۔ لعنت ہے ان پر۔ کیا انہوں نے مجھے کوئی خوبصورت عورت سمجھ رکھا ہے۔ خدا غارت کرے ان کو!"

جولیا ہنس پڑی۔ لیکن وہ الجھن محسوس کر رہی تھی۔ کیونکہ دوسرے لوگ اب اسے بھی گھورنے لگے تھے۔

"میں خود ہی اٹھ جاؤں گی!" جولیا جھنجھلا کر بولی۔

"تب آپ کی پوزیشن اور زیادہ مضحکہ خیز ہو جائے گی۔ لوگ مجھے کوئی غنڈہ سمجھیں گے اور آپ کے متعلق کیا سوچیں گے۔ لیکن اگر آپ چپ چاپ بیٹھی رہیں تو یہی لوگ سمجھیں گے کہ میں ضرور کوئی فلم اسٹار ہوں... وہ کیا نام ہے اس کا... شمی کپور..."

جولیا اسے بکواس کرتا چھوڑ کر اٹھ گئی لیکن وہ ہال میں کہیں نہیں رکی۔ اس کا رخ صدر دروازے کی طرف تھا۔

عمران ایک طویل سانس لے کر کرسی کی پشت سے ٹک گیا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ یہی رہا ہو کہ جولیا یہاں سے چلی جائے۔ اس نے بیرے سے کولڈ کافی طلب کی اور آنکھیں بند لیں۔

تقریباً سات بجے تک وہ پروین کی آمد کا منتظر رہا۔ لیکن وہ نہیں آئی۔

لی ہوئی اطلاعات کے مطابق آج گویا اس کے معمول میں فرق آگیا تھا سوا سات بجے اس یز چھوڑ دی۔

ی الحال پروین کے علاوہ اس کے ہاتھ میں دوسرا کارڈ نہیں تھا۔ وہ اسے اس وقت سے جانتا ب وہ فیاض کی سٹینو نہیں تھی۔ اس نے اسے دراصل ایک ایسے مشتبہ آدمی سے ملتے جلتے یا تھا جس پر عرصہ سے عمران کی نظر رہی تھی وہ بھوری ڈاڑھی والا ایک سفید فام آدمی تھا۔ ان کا خیال تھا کہ وہ کسی مغربی ملک کا باشندہ ہے لیکن وہ بڑی فصیح اردو بولتا تھا... جس کا طلب یہ ہو سکتا تھا کہ وہ خود کو مشرق کا باشندہ ظاہر کرنا چاہتا تھا۔

وہ ریکسٹن اسٹریٹ کی ایک بدنام عمارت میں مقیم تھا لوگوں کا خیال تھا کہ وہ عمارت یب زدہ ہے۔ عمران نے اسے کوئی اہمیت نہ دی۔ لیکن جس دن پروین کو فیاض کے آفس میں مت ملی۔ اسی دن ریکسٹن اسٹریٹ کی اس عمارت میں قفل پڑ گیا۔ اور وہاں پھر... "کرائے ال ہے..." کا بورڈ نظر آنے لگا۔

روین اتنی پرکشش تھی کہ آٹھ دس لڑکیوں میں سے اسکا انتخاب کر لیا جانا مشکل نہیں تھا۔ اس کی حسن پرستی عمران پر اظہر من الشمس تھی۔ وہ ہر دوسرے تیسرے ماہ اسٹینو بدل دیتا تھا۔

پروین کے متعلق عمران پہلے ہی بہتیری معلومات بہم پہنچا چکا تھا۔ وہ ایک پرائیوٹ فرم میں سے ملازم تھی۔ اور اس فرم میں اس کی آمدنی موجودہ تنخواہ سے کہیں زیادہ تھی۔ پھر وہ کی ملازمت ترک کر کے یہاں کیوں چلی آئی تھی۔

عمران گرینڈ ہوٹل سے نکل کر پروین کی قیام گاہ کی طرف روانہ ہو گیا... یہ حقیقت تھی ب وہ اس کے سامنے نہیں آنا چاہتا تھا۔ خصوصاً اس طرح کہ اسے کسی قسم کا شبہ ہو جائے۔ ے وہ اس پر نظر ضرور رکھنا چاہتا تھا۔

اس نے ابھی تک اس کے متعلق ساری معلومات اپنے ماتحتوں کے ذریعہ فراہم کی تھیں...

آج بھی اگر پروین کے معمول میں فرق نہ آیا ہوتا تو وہ کبھی اس کے گھر کا رخ نہ کرتا۔

اطلاعات کے مطابق وہ بلا ناغہ اپنی شامیں تنہا یا فیاض کے ساتھ گرینڈ ہوٹل میں گزارا کرتی تھی۔ اس نے ریگل لاج کے سامنے کار روک دی۔ اسی عمارت کے سترھویں فلیٹ میں پروین رہتی تھی۔ اس نے دیکھا کہ کیپٹن جعفری سامنے والے فٹ پاتھ پر موجود تھا۔ عمران نے اس کی ڈیوٹی نہیں لگائی تھی لیکن وہ اس کی نظروں سے بچ کر اوپری منزل پر جانا چاہتا تھا اور اس میں کامیاب بھی ہو گیا۔ لیکن بے سود۔ کیونکہ پروین کا فلیٹ مقفل تھا۔ وہ اپنی کار میں آبیٹھا کچھ دور چلا۔ پھر ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ کے نزدیک کار روک دی۔

فون پر اس نے کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کئے.... دوسری طرف سے بولنے والے سے اس نے صرف اتنا ہی پوچھا کہ فیاض گھر پر موجود ہے یا نہیں؟ جواب اثبات میں ملا.... اور تھوڑی دیر بعد فیاض کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو.... سوپر...."

"کون....؟ عمران...."

"ہاں! میں ہوں.... کیا تم بتا سکتے ہو کہ آج پروین گرینڈ ہوٹل کیوں نہیں گئی؟ اور تم اس وقت گھر پر کیسے ہو؟"

"خدا تمہیں غارت کرے.... پیچھا بھی چھوڑو۔"

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم آج اسے وہاں ضرور لاتے۔ کیونکہ آج وہاں ایک خاص پروگرام تھا۔ مجھے اس کی وجہ بتاؤ!"

"پہلے تم بتاؤ کہ تم پروین کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو؟"

"تم نے آستین میں ایک سانپ پالا ہے اور تم کسی وقت بھی جہنم رسید ہو سکتے ہو!"

"کیوں بکواس کر رہے ہو؟"

"محتاط رہو.... فیاض! لیکن اس پر یہ نہ ظاہر ہونے دو کہ تم اس پر کسی قسم کا شبہ کر رہے ہو۔ بقیہ میں دیکھ لوں گا۔ اگر میرے کہنے پر عمل نہ کیا تو تمہیں کرائے کے رونے والے بھی نہ نصیب ہوں گے۔"

"تم سنجیدہ ہو؟"

"ہاں! میں سنجیدہ ہوں!"

فیاض کچھ نہ بولا.... عمران نے کہا.... "ہیلو!"

"ہاں.... ہاں.... میں کچھ سوچنے لگا تھا!"

"بتاؤ آج تم دونوں گرینڈ ہوٹل کیوں نہیں گئے؟"

"اس کی طبیعت کچھ خراب تھی۔ اس نے کہا کہ وہ آفس سے سیدھی گھر جائے گی۔"

"لیکن اس کا فلیٹ مقفل ہے۔"

"ہوگا!" فیاض نے لاپروائی سے کہا۔ "ممکن ہے وہ تفریح کے موڈ میں نہ رہی ہو.... بہانہ کیا ہو.... ویسے کیا تمہارے پاس اس کے خلاف کوئی واضح قسم کا ثبوت ہے؟"

"نہیں.... فی الحال نہیں ہے.... لیکن جلد ہی اس کے متعلق بہت کچھ معلوم کر لینے کی توقع رکھتا ہوں۔"

"مجھے یقین ہے کہ تمہارے شبہات کسی غلط فہمی پر مبنی ہیں!" فیاض نے کہا۔

"جس فرم میں وہ پہلے کام کرتی تھی وہاں اسے موجودہ تنخواہ سے ڈیڑھ گنی زیادہ رقم ملتی تھی۔"

"اوہو!" فیاض نے کہا" یہ ایسی اہم بات نہیں ہے۔ اسے دراصل محکمہ سراغرسانی میں ملازمت کا شوق تھا۔ سراغرسانی سے دلچسپی بھی ہے۔ سنگبار والا کیس اس کے لئے بڑا سنسنی خیز ثابت ہوا ہے۔"

"اچھا سوپر فیاض!" عمران نے ایک طویل سانس لے کر سلسلہ منقطع کر دیا۔

○

ٹھیک ایک گھنٹے بعد عمران کی کار محکمہ خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔ سر سلطان پہلے ہوم سیکرٹری تھے اب ان کا تبادلہ محکمہ خارجہ میں کر دیا گیا تھا۔ عمران کے پرانے مداحوں میں سے تھے اور اب عمران براہ راست ان کی ماتحتی میں کام کر رہا تھا۔ مگر اس کا علم سر سلطان ہی کو تھا کہ محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس کا چیف آفیسر کون ہے۔

اسے سر سلطان کا انتظار زیادہ دیر تک نہیں کرنا پڑا۔ کیونکہ وہ خود بھی اس سے ملنے کے لئے بری طرح بے چین تھے۔

"کیوں! عمران تم کیا کر رہے ہو؟" انہوں نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"میرے کچھ کرنے سے پہلے ہی بہت کچھ ہو چکا ہے۔" عمران ناخوشگوار لہجے میں بڑبڑایا۔

"میں نہیں سمجھا۔"

"آخر ابھی تشہیر کیوں کی گئی کہ ان چٹانوں کے نیچے سے کرنل زیدی کی لاش برآمد ہوئی تھی؟"

"تشہیر تو نہیں ہوئی.... صرف چند آدمی جانتے ہیں۔"

"اور ان چند آدمیوں میں وہ بھی شامل ہے جو لاش برآمد ہونے سے ایک دن پہلے کرنل زیدی کا پارٹ ادا کرتا رہا ہے۔"

"اوہو! دشواری تو یہ تھی کہ یہاں کوئی اسے پہچانتا نہ تھا۔ وہ براہ راست فوجی ہیڈ کوارٹر سے میرے محکمے میں آیا تھا۔"

"پھر اس کی لاش کی شناخت کیسے ہوئی تھی؟" عمران نے پوچھا۔

"کل شام تک جو کرنل زیدی کی جگہ پر کام کرتا رہا ہے وہ اس کا ہمشکل تھا۔"

"یہ میری بدقسمتی ہے کہ میں اس آدمی کو نہیں دیکھ سکا۔ بہرحال پتھروں سے برآمد ہونے والی لاش میں نے دیکھی ہے۔ اس کا چہرہ کچھ ایسا ہی تھا کہ بہت آسانی سے کوئی دوسرا اس کا میک اپ کر سکتا تھا۔"

"مگر وہ دوسری چودہ لاشیں؟"

"بڑا مشکل کام ہے جناب!" عمران نے تشویش آمیز لہجے میں کہا "پتہ نہیں وہ لوگ کون تھے اور ان کی گرفتاری کا کیا مقصد تھا!"

"عمران!" سر سلطان اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولے "تم جانتے ہو.... یہ کتنا اہم معاملہ ہے.... معلوم نہیں وہ آدمی کون تھا جو تقریباً ڈیڑھ ہفتے تک محکمہ خارجہ کی ایک اہم جگہ پر کام کرتا رہا پتہ نہیں اس نے حکومت کے کتنے راز معلوم کئے ہوں گے!"

"یقیناً! اب آپ دیکھئے کہ اس کے چارج میں کیا کیا تھا!"

"ویسے تو.... ابھی تک اس کے سپرد کوئی کام کیا ہی نہیں گیا تھا!"

"کیا یہ محض اتفاق ہی تھا۔"

"قطعی اتفاق.... ابھی تک اس معاہدہ کا مسودہ ہی مکمل نہیں ہو سکا تھا جس پر اسے کام

ں تھا.... مگر یہ تو سوچو کہ اتنے دنوں تک وہ آفس میں رہا۔"

"میں سوچ رہا ہوں جناب.... لیکن اس معاہدے کی کیا نوعیت تھی؟"

"ایک ملک سے ایک نیم فوجی معاہدہ!"

"یقیناً یہ بہت اہم ہے۔" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "اب ہمیں ان چودہ آدمیوں کے متعلق بھی معلومات فراہم کرنی پڑیں گی۔ مگر ان میں سے صرف پانچ ہی ایسی لاشیں ہیں جو قابل ناخت کی جا سکتی ہیں.... وہ تو بری طرح کچلی گئی ہیں۔"

"کیپٹن فیاض بذات خود تفتیش کر رہا ہے۔" سر سلطان بولے۔

"جی ہاں! مجھے علم ہے۔"

"اس کا کیا خیال ہے؟"

"میں نے اس کا خیال معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی۔"

"میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم کچھ کر رہے ہو یا نہیں؟"

"میں غافل نہیں ہوں جناب".... عمران بولا۔ "اچھا اب اجازت دیجئے!"

"مگر تمہارا رویہ تسلی بخش نہیں ہے۔" سر سلطان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"بڑے غیر یقینی حالات ہیں جناب!" عمران نے سر کھجا کر کہا "میں ابھی تک کوئی لائحہ عمل مرتب نہیں کر سکا۔ لیکن توقع ہے کہ جلد ہی میں اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ کر سکوں.... اور اگر کچھ نہ کر سکا تو اس کی تمام تر ذمہ داری آپ پر ہو گی۔"

"کیوں.... مجھ پر کیوں...." سر سلطان نے حیرت سے کہا اور عمران کو گھورنے لگے۔

"آپ ہمیشہ مجھے سنجیدگی اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں.... لیکن میں جب بھی سنجیدہ ہوتا ہوں بنے بنائے کام بگڑ جاتے ہیں میں نے ان دنوں آپ کی نصیحت پر عمل کرنے کی کوشش کی تھی.... یہی وجہ ہے کہ اب تک مجھ سے کچھ بھی نہیں بن پڑا...."

"بیکار باتیں نہ کرو" سر سلطان مسکرائے

"ادھر قبلہ والد صاحب نے کیپٹن فیاض کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ جب بھی عمران گرفت میں آ جائے اس کے ساتھ کوئی مروت نہ برتی جائے۔"

"تم جیسا نالائق لڑکا آج تک میری نظروں سے نہیں گذرا" سر سلطان ہنس پڑے۔

"چلئے آپ بھی یہ فرما رہے ہیں! اب میرے لئے یہی باقی رہ جاتا ہے کہ خودکشی کر لوں۔"

عمران دروازے کی طرف مڑا۔

سر سلطان نے اسے روکا نہیں!

اس کی کار ایک بار پھر یونہی بے مقصد شہر کی سڑکوں کے چکر لگا رہی تھی۔

فی الحال کسی خاص لائن پر کچھ کرنے کے لئے اس کے پاس مواد ہی نہیں تھا۔

ایک پبلک فون بوتھ کے سامنے اس نے کار روکی! اور جولیانا فٹز واٹر کے نمبر ڈائیل کئے۔

"یس سر!"

دوسری طرف سے آواز آئی... وہ اپنے چیف آفیسر کی بھرائی ہوئی آواز بخوبی پہچانتی تھی۔

"جعفری اور تنویر کی طرف سے کوئی اطلاع؟"

"جی ہاں!... تنویر ہسپتال میں ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"وہ ریکسٹن سٹریٹ والے آسیب زدہ مکان کے سامنے... کھڑے کھڑے... بیہوش ہو کر گر گیا تھا اب وہ ہسپتال میں ہے!"

"کیا چوٹ بھی آئی ہے؟"

"جی ہاں گرنے کی وجہ سے... پیشانی زخمی ہو گئی ہے!"

"تم اس سے ملی ہو!"

"جی ہاں!"

"بیہوش کیسے ہوا تھا؟"

"اس کا اسے خود بھی علم نہیں!"

"تو اب اس مکان کی نگرانی نہیں ہو رہی؟"

"جی نہیں... میں نے اس واقعہ کے بعد کئی بار آپ کو رنگ کیا تھا لیکن آپ نہیں ملے"

"جعفری کی کیا رپورٹ ہے؟"

"آخری بار فون پر اس نے کہا تھا کہ پروین واپس نہیں آئی... فلیٹ بدستور مقفل ہے۔"

"اچھا... اب اگر اس کا فون آئے تو کہہ دینا کہ اس کی ڈیوٹی ختم ہو گئی... میں کچھ دیر

تمہیں پھر فون کروں گا... ہاں!... تم آج رات مجھے میری قیام گاہ پر نہ پا سکو گی!"

O

تھوڑی ہی دیر بعد عمران نے تنویر سے فون پر رابطہ قائم کر لیا۔

وہ ہسپتال سے گھر واپس آ گیا تھا۔ اس نے بتایا کہ وہ اپنی بیہوشی کی وجہ نہ بتا سکے گا۔ اسے ں کا علم ہی نہیں کہ وہ کیسے بیہوش ہو گیا۔

ویسے اسے ایک آدمی پر شبہ ضرور ہے جو کچھ دیر اس کے قریب رک کر سگریٹ پیتا رہا تھا۔

تنویر نے بتایا کہ سگریٹ کے دھوئیں کی بو کچھ عجیب قسم کی تھی جو طبیعت پر گراں گزری ی ہو سکتا ہے کہ بیہوشی دھوئیں کا نتیجہ رہی ہو۔

"اس آدمی کا حلیہ بتا سکو گے؟" عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب! چونکہ میں نے اسے ایک راہگیر سے زیادہ اہمیت نہیں دی تھی اس لئے اس لیہ یاد کر کے بتانا دشوار ہے۔"

"ہوں... تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دھواں بہت ہی سریع الاثر تھا۔ ورنہ اس کی عجیب و کی وجہ سے تمہیں اس آدمی کا حلیہ ضرور یاد رہتا... تمہیں دراصل اتنی مہلت ہی نہ ملی ی کہ تم اس کی شکل بغور دیکھ سکتے۔"

"جی ہاں... جناب!... یہی بات ہے!"

"اچھا تنویر اب تم آرام کرو... پیشانی کا زخم زیادہ گہرا تو نہیں ہے؟"

"جی نہیں معمولی سا ہے!"

عمران سلسلہ منقطع کر کے بوتھ سے باہر نکل آیا۔

اب اس کی کار ریکسٹن سٹریٹ کی طرف جا رہی تھی جہاں وہ آسیب زدہ مکان واقع تھا۔

کار ایک گلی میں کھڑی کر کے اس نے وقت دیکھا۔ گیارہ بج رہے تھے۔ اب وہ ریکسٹن ٹ کی طرف پیدل چل پڑا۔ شہر کے اس حصے کی رونق بہت کم ہو گئی تھی۔ زیادہ تر دکانیں و گئی تھیں۔ کہیں کہیں ایک آدھ کیفے یا ریستوران اب بھی بھرے پڑے نظر آ رہے تھے۔

عمران جوزف روڈ اور وکٹوریہ روڈ کے چوراہے پر ایک بار پھر رکا۔ چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔

پھر آگے بڑھ گیا! غالباً وہ کنور یہ روڈ کا چکر لگا کر.... ریکسٹن اسٹریٹ میں داخل ہونا چاہتا تھا۔

آسیب زدہ عمارت کے قریب پہنچ کر وہ آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ ریکسٹن اسٹریٹ سنسان پڑی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے رات آدھی سے زیادہ گذر گئی ہو۔ وہاں کے سناٹے کا عالم دیکھ کر عمران کو فی الفور اپنا پروگرام کینسل کرنا پڑا۔ وہ سوچ کر آیا تھا کہ کسی نہ کسی طرح عمارت میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا۔ مگر اب یہاں کی حالت دیکھ کر یہ چیز قریب قریب ناممکن معلوم ہونے لگی تھی۔

سب سے پہلا سوال یہ تھا کہ تنویر یہاں بیہوش کیوں ہوا تھا؟ اس کی بیہوشی اتفاقیہ بھی نہیں کہی جاسکتی تھی۔ کیونکہ وہ صحت مند جسم و دماغ رکھتا تھا اور اس سے پہلے بھی اسے اس طرح بیہوش ہو جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ پھر اگر وہ بے ہوشی کسی آدمی کی کسی حرکت کا نتیجہ تھی تو وہ آدمی کون ہو سکتا تھا؟ اور اس سے یہ حرکت کیوں سرزد ہوئی تھی؟

ان سوالات کا جواب عمران کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا کہ وہ آدمی اسی عمارت کے متعلق ہو سکتا ہے جس کی نگرانی تنویر کر رہا تھا۔

پھر ایسی حالت میں اس عمارت کا رخ کرنا گویا موت کے منہ میں جانا تھا۔ ظاہر ہے اس عمارت سے تعلق رکھنے والے باخبر تھے کہ ان کی نگرانی ہو رہی ہے۔ ورنہ تنویر بیہوش کیوں ہوتا؟

وہ سنسان راستے پر چلتا رہا۔ نزدیک و دور ایک متنفس کا بھی پتہ نہیں تھا۔ عمران نے یہ بات یہاں پہنچ کر نہیں سوچی تھی۔ یہ سوال پہلے ہی اس کے ذہن میں تھا۔ مگر اسے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ ریکسٹن اسٹریٹ گیارہ بجے ہی سے اس طرح ویران ہو جائے گی۔ اگر اس سڑک پر اس وقت تھوڑی بہت آمد و رفت بھی ہوتی تو شاید عمران اپنا کام کر گذرا ہوتا۔ لیکن ایسی صورت میں کوئی دیوار ہی اس کے لئے فتنہ بن سکتی تھی کوئی کھڑکی ہی موت کا پیغام لا سکتی تھی۔ وہ چپ چاپ ریکسٹن اسٹریٹ سے گذر گیا۔ پھر کار تک دوبارہ پہنچنے کے لئے اسے ایک لمبا چکر کاٹنا پڑا۔

کار اسٹارٹ کرتے وقت وہ بالکل خالی الذہن تھا۔ لیکن جیسے ہی کار آگے بڑھی۔ "عمرانیت" جاگ اٹھی۔ اور عمرانیت جب بھی جاگتی تھی کچھ نہ کچھ ہو کر رہتا تھا۔ عمران اسے عمرانیت کہتا تھا "عمرانیت" کا مطلب تھا عمران کا مخصوص انداز فکر، عمل نہیں.... بلکہ صرف عمل.... فکر کا دخل کہاں عمرانیت میں.... یعنی سمجھے بوجھے بغیر کوئی حرکت کر بیٹھنا.... اور.... پھر اس

کے نتائج سے اپنے لئے راستہ بناتا!

عمران نے بڑی تیز رفتاری سے اپنے فلیٹ تک کا راستہ طے کیا۔

ٹھیک پونے بارہ بجے وہ اپنے چہرے کی مرمت کر رہا تھا۔ بارہ بج کر بیس منٹ پر جب اس نے آئینے پر الوداعی نظر ڈالی تو عمران کی بجائے شیطان نظر آرہا تھا۔

ڈاڑھی بے تحاشا بڑھی ہوئی.... سر کے بال کسی بے مرمت جھاڑی کا منظر پیش کر رہے تھے آنکھیں انگاروں کی طرح دہکتی ہوئی.... جسم پر قیدیوں کا سا لباس تھا.... چار خانے کا کرتا.... مختصر سا جانگیا.... اور سر پر گول ٹوپی وہ جیل سے بھاگا ہوا قیدی معلوم ہو رہا تھا۔

فلیٹ سے باہر نکلتے وقت اس نے ٹوپی اتاری اور اپنے جسم پر ایک چادر اس طرح ڈالی کہ قیدیوں والا لباس اس میں چھپ گیا۔ اس کے پیروں میں جوتے نہیں تھے۔ مگر پیروں کی حالت سے یہ نہیں ظاہر ہوتا تھا کہ اس نے اپنی زندگی میں کبھی جوتا بھی پہنا ہو۔ وہ کسی مزدور کے پیر معلوم ہوتے تھے ریگل لاج یہاں سے کافی دور تھی۔ لیکن عمران نے یہ مسافت پیدل ہی طے کی۔ پوری عمارت تاریک پڑی تھی۔ وہ پروین کے فلیٹ کے سامنے رک گیا غالباً اب وہ واپس آگئی تھی کیونکہ دروازے میں قفل نہیں تھا۔ عمران نے پہلے ہی ٹٹول کر دیکھ لیا تھا۔ دوسرے ہی لمحے میں اس نے دروازے کے ایک شیشے پر ہاتھ مارا۔ جھناکے کی آواز آئی۔ شیشے کے ٹکڑے دوسری طرف کمرے میں جاگرے۔

عمران نے اندر ہاتھ ڈال کر چٹخنی نیچے گرادی۔ دروازہ کھل گیا۔

یہ بھی اتفاق ہی تھا کہ نیچے کی چٹخنی نہیں گرائی گئی تھی.... ورنہ عمران کے فرشتے بھی اتنی آسانی سے دروازہ نہ کھول سکتے!

اندر گھس کر اس نے دروازہ پھر بند کر لیا۔ لیکن اسی وقت دوسرے کمرے کے روشندان کے شیشے روشن ہو گئے۔ عمران اس کمرے کے بند دروازے کی طرف جھپٹا اور دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔

دوسرے لمحے میں دروازہ کھلا اور پروین شب خوابی کے لباس میں نظر آئی۔ لیکن اس کے ہاتھ میں پستول تھا.... عمران چپ چاپ دیوار سے چپکا کھڑا رہا۔ وہ اندھیرے میں تھا جیسے ہی اس نے دروازے سے باہر قدم نکالا.... عمران نے پستول پر ہاتھ ڈال دیا۔

"خبردار!" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "آواز نہ نکلے ورنہ گلا گھونٹ دوں گا۔"

پستول کی نال پروین کی کنپٹی پر تھی..... اور وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران کو گھور رہی تھی..... مگر..... ان آنکھوں میں خوف کا شائبہ تک نہ تھا۔

"پہلے تم مر جاؤ گی!..... اس کے بعد وہ مجھے پا سکیں گے۔" عمران نے آہستہ سے کہا۔

"کون؟" پروین کی تیز قسم کی سرگوشی کمرے میں گونجی!

"پولیس میرے تعاقب میں ہے!"

"اوہو!" پروین نے لاپرواہی سے کہا۔ "تو تم میرے لئے مصیبت ہو گے؟"

"میں اس وقت تک یہاں ٹھہروں گا..... جب تک کہ وہ یہاں سے چلے نہ جائیں!"

"ہوں!" پروین اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی..... "تم اس وقت تک یہاں ٹھہر سکتے ہو! اندر چلو!"

عمران نے پستول اس کی کنپٹی پر سے ہٹا لیا۔ وہ بڑی لاپروائی سے چلتی ہوئی اپنے بستر پر جا بیٹھی اور ایک کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا..... "بیٹھ جاؤ!"

عمران ریوالور کا رخ اس کی طرف کئے ہوئے بیٹھ گیا۔

"ریوالور مجھے واپس کر دو۔"

"نہیں!" عمران غرایا

"فضول ہے..... اگر میں شور بھی مچاؤں تو تم مجھے گولی نہیں مارو گے۔"

"مچا کر دیکھو!"

"ہو سکتا ہے کہ تم بہت چالاک ہو۔" پروین مسکرائی۔ "لیکن میک اپ کے معاملے میں کچے ہو۔"

عمران بوکھلا گیا..... لیکن بوکھلاہٹ چہرے سے نہیں ظاہر ہونے دی!

"میں یہ بھی جانتی ہوں!" پروین چند لمحے خاموش رہ کر آہستہ سے بولی۔ "تم کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہو؟"

"جانتی ہو نا..... ہاہا..... " عمران نے احمقوں کی طرح قہقہہ لگایا۔

"تم نے اس دن میرے پرس میں پستول دیکھا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ یہی بات ہے بہر حال تم یہ معلوم کرنا چاہتے ہو کہ میں بغیر لائسنس کا پستول کیوں لئے پھرتی ہوں؟"

"قدرتی بات ہے!" عمران مسکرایا۔

"لیکن..... تمہیں یہ معلوم کر کے مایوسی ہو گی کہ میرے پاس اس پستول کا لائسنس ہے۔"

"ضرور ہو گا!" عمران نے اس کی بات تسلیم کر لی۔

"پھر تم یہاں اس بھیس میں کیوں آئے ہو؟"

"محض یہ معلوم کرنے کے لئے کہ تم کتنی حسین ہو!"

"بس اب جاؤ!" پروین دروازے کی طرف اشارہ کر کے بولی "ورنہ میں بہت بری طرح پیش آؤں گی!"

"واہ..... واہ..... کیا بات کہی ہے۔ گویا میں نے اتنی محنت اس طرح واپس چلے جانے کے لئے کی ہے۔"

پروین کچھ نہیں بولی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔

"تم حقیقتاً کیا چاہتے ہو؟"

"حقیقتاً میں تمہیں بری طرح چاہتا ہوں" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا..... "وہ..... کیا کہتے ہیں اسے..... کیا نام ہے..... جب تک تم جواب کا محبت..... محبت..... کا جواب..... بذریعہ جوابی پوسٹ کارڈ..... ارر..... لاحول..... پھر غلط ہو گیا۔"

"مجھے بیوقوف بنانے کی کوشش نہ کرو۔" پروین نے خشک لہجے میں کہا..... "فیاض صاحب مجھے تمہارے متعلق سب کچھ بتا چکے ہیں..... تم بیوقوف بن کر دوسروں کو بیوقوف بنانے کی کوشش کرتے ہو!"

عمران نے دل ہی دل میں فیاض کو دو چار گالیاں دے کر انہیں سو سے ضرب دے دی..... تقریباً چار سو گالیوں کا ثواب فیاض کی روح کو بخش کر اس نے پروین سے کہا "اگر تم میری اسٹینو ہوتیں تو میں ساری دنیا کو شارٹ ہینڈ میں تبدیل کر دیتا..... مگر..... یہ تمہاری تقدیر کی خرابی ہے کہ تم فیاض جیسے کوڑھ مغز کے حصے میں آئی ہو!"

"اب میں عنقریب ایک ملازم بھی رکھوں گی۔"

"کیوں!" عمران نے اچک کر پوچھا۔

"تاکہ تم جیسے شریف آدمیوں کو باہر جانے کا راستہ معلوم ہونے میں کوئی دشواری نہ پیش آئے۔"

"کیا تم مجھے اس پستول کا لائسنس دکھا سکتی ہو؟" عمران نے کہا۔

"نہیں!" پروین نے سخت لہجے میں کہا "لیکن ..... تم اس کی اطلاع پولیس کو شوق سے دے سکتے ہو!"

"گھر سے یہاں تک پیدل آیا ہوں۔" عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔

آج شاید اس کے ستارے ہی خراب تھے۔ صبح سے اب تک کوئی کام نہیں بنا تھا ویسے اسے اس بات کا اندازہ ضرور ہو گیا تھا کہ پروین توقعات سے بڑھ کر ذہین اور چالاک ہے۔ لیکن وہ اس واقعہ کا سبب اپنے پستول کو سمجھتی ہے۔

عمران خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ پروین بھی خاموش تھی۔ شاید وہ کچھ سوچ رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے کہا "اچھا اگر یہ پستول میں نے غیر قانونی طور پر رکھ چھوڑا ہے تو تم میرا کیا کرو گے؟"

"کبھی تمہاری طرف رخ بھی نہ کروں گا....." عمران اپنے دونوں کان پکڑ کر بولا۔

"کیوں؟"

"جو عورتیں بغیر لائسنس کا ریوالور رکھتی ہوں۔ بھلا وہ کیا جانیں کہ تیر نظر..... اور درد جگر کیا چیز ہے۔"

"بکواس مت کرو!" پروین شرمیلے انداز میں مسکرائی۔

"بس میں آخری بار کہہ رہا ہوں..... کہ مجھے اس ریوالور کے بارے میں مطمئن کر دو۔"

پروین تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر اٹھی۔

ایک سوٹ کیس کھولا۔

چند لمحے کپڑوں کی تہیں الٹتی رہی..... پھر ایک لفافہ نکال کر عمران کے قریب آئی۔

"یہ رہا لائسنس....." اس نے کہا "میرے باپ کو پہلی جنگِ عظیم میں بہترین فوجی خدمات کے صلے میں چند مراعات ملی تھیں ان میں سے پستول کا لائسنس بھی ہے جو نسلاً بعد نسلاً ایک دوسرے کی طرف منتقل بھی ہو سکتا ہے!"

عمران نے لفافہ اس کے ہاتھ سے لے کر لائسنس نکالا۔ اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر واپس کرتا ہوا بولا۔

"مجھے یقین آگیا!"

"پھر.....؟" پروین نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

"پھر..... کیا بتاؤں؟" عمران نے سر جھکا لیا..... "میں نے تمہارے پرس میں ریوالور دیکھ کر تمہارے متعلق غلط اندازہ لگایا تھا۔"

"اب کیا خیال ہے؟"

"مجھے افسوس ہے!"

"لیکن تمہیں میری اتنی فکر کیوں پڑی ہوئی تھی اور اس وقت اس بھیس میں آنے کی کیا ضرورت تھی.....؟"

"اس جملے میں دو سوال ہیں!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا "پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ مجھے تم پر رحم آتا ہے اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں تمہاری حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں اس پورے جملے کا مطلب نہیں سمجھی۔" پروین نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے تم پر اس لئے رحم آتا ہے کہ تم فیاض سے واقف نہیں۔ دو تین ماہ بعد وہ تمہیں بھی رخصت کر دے گا۔"

"یعنی کہیں اور تبادلہ ہو جائے گا!" پروین نے کہا "کیا حرج ہے..... میں سرکاری ملازمت چاہتی تھی۔"

"لیکن تنخواہ اتنی نہیں ملے گی۔ جتنی فیاض کی ماتحتی میں مل رہی ہے۔"

"کیوں..... نہیں یہ ضروری نہیں۔"

"قطعی ضروری ہے۔ یہی تو تم نہیں سمجھ سکتیں۔ فی الحال تمہیں جو زیادہ الاؤنس مل رہے ہیں ان کا تذکرہ سرکاری کاغذات پر نہیں ملے گا۔ وہ سب کچھ فیاض اپنی جیب سے ادا کرتا ہے۔"

"نہیں!" پروین کے لہجے میں حیرت تھی۔

مگر عمران نے اندازہ کر لیا کہ وہ حیرت حقیقی نہیں بلکہ مصنوعی ہے!

"دو چار ماہ وہ تمہیں رکھے گا..... پھر کسی دوسرے شعبے میں جھونک دے گا۔ اور تم وہاں اتنا

کر بھاگ نکلو گی!"

"لیکن تمہیں پچھلی اسٹینو سے ہمدردی کیوں نہیں تھی؟"

"تم کیا جانو کہ نہیں تھی.... ارے میں نے اس کے ساتھ بھی اپنا بہت سا قیمتی وقت برباد کیا تھا۔ مگر اتفاق سے وہ بھی تمہاری طرح ضدی اور نا سمجھ تھی۔"

پروین کچھ سوچنے لگی۔ آہستہ آہستہ اس کا چہرہ سرخ ہوتا جا رہا تھا۔

پھر شدید ترین غصے کی ساری علامتیں اس کے چہرے پر نظر آنے لگیں اور اس نے دانت پیس کر کہا۔

"اگر یہ حقیقت ہے تو میں مزہ چکھا دوں گی فیاض صاحب کو!"

"تم اس کا کیا کر لو گی؟" عمران ہنس پڑا۔

"اس کا جواب تو وقت ہی دے گا.... وہ کوئی اور رہی ہوں گی.... جو چپ چاپ الگ ہو گئیں۔ میرے ساتھ اس قسم کی حرکتیں کر کے فیاض صاحب خسارے میں رہیں گے۔"

"تم کچھ نہ کر سکو گی! وہ بہت بڑا آدمی ہے!"

"خیر تم مجھے خواہ مخواہ غصہ نہ دلاؤ.... تم دیکھ لو گے کہ میں کیا کر سکتی ہوں۔"

"صبر کرنے کے علاوہ اور کچھ نہ کر سکو گی.... خیر.... اس مسئلہ پر بحث کرنا نہیں چاہتا ایک دن تم خود ہی محسوس کرو گی کہ میں غلطی پر نہیں تھا۔"

"تم بھیس بدل کر کیوں آئے تھے!"

"ہاں اس مسئلے پر تین گھنٹے تقریر کر سکتا ہوں...." عمران نے سنجیدگی سے کہا "سب سے پہلے تم اپنے متعلق کچھ سنو میں نے تمہیں پہلے پہل دیکھا اور نہ جانے کیا.... یعنی کہ.... وہ ہو گیا.... بات دراصل یہ ہے کہ کک.... کہ.... عمران نے شرما کر سر جھکا لیا پھر اپنے منہ پر تھپڑ مارتا ہوا بولا "بکواس.... عمران.... پلیز.... شٹ اپ.... ہاں تو جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ تم اپنی پہلی ملازمت میں یہاں سے زیادہ پیسے کماتی تھیں تو مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ میں سمجھا شاید تمہیں فیاض سے وہ ہو گئی ہے.... کیا کہتے ہیں.... یعنی کہ.... لاحول.... ہاں.... پھر میں نے تمہارے پرس میں پستول دیکھا اور میری خلش بڑھ گئی.... میرا خیال تھا کہ تم کسی جرائم پیشہ

گروہ سے تعلق رکھتی ہو اور فیاض کی ماتحتی میں کام کرنا کسی خاص غرض پر مبنی ہے مگر میں بالکل بدھو نکلا.... ہاہا.... کیا خیال ہے؟"

پروین کافی دیر تک اسے خاموشی سے دیکھتی رہی۔ پھر بولی۔

"فرض کرو میں کسی جرائم پیشہ گروہ سے تعلق رکھتی ہوں.... تو تم کیا کرتے؟"

"آمدنی.... میرا خرچ اسی سے چلتا ہے.... میں بڑے بڑے جرائم پیشہ لوگوں کو بلیک میل کر کے اچھی رقمیں بنا لیتا ہوں.... کیا فیاض نے تمہیں میرے متعلق کچھ نہیں بتایا؟"

"یہ سب کچھ جاننے کے باوجود بھی فیاض صاحب نے آپ کو چھوٹ دے رکھی ہے؟"

"مجبور ہے بے چارا.... بس یہ سمجھ لو کہ میں اسے بھی بلیک میل کرتا ہوں.... کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ قانون کے محافظوں سے جرائم سرزد نہیں ہوتے۔ فیاض کے چند جرائم سے میں واقف ہوں.... نہ صرف واقف ہوں بلکہ ثبوت بھی بہم پہنچا سکتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ فیاض صاحب میری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتے۔"

"بہت خطرناک آدمی ہو!" پروین آہستہ سے بولی "کسی دن کوئی دل جلا تمہیں گولی مار دے گا۔"

"بڑھاپے سے قبل یہ ناممکن ہے اور اس سال تک کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا.... یہ لو اپنا پستول سنبھالو!"

عمران نے پستول اس کی طرف اچھال دیا اور پھر مسکرا کر بولا "اسے مجھ پر خالی کر دو اگر ایک بھی گولی میرے جسم کے کسی حصے پر پڑ جائے تو پانچ ہزار کا چیک اسی وقت مجھ سے لے لو!"

پروین ہنسنے لگی اور پھر بولی.... "تم جانتے ہو کہ میں یہ نہ کر سکوں گی۔"

"تم غلطی کر سکتی ہو!" عمران نے سنجیدگی سے کہا.... "میں جیل سے بھاگے ہوئے کسی قیدی کے میک اپ میں ہوں۔ تم میری موت کے بعد بہ آسانی یہ بیان دے کر گلو خلاصی حاصل کر سکتی ہو کہ میں نے تم پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔"

پروین نے اس کا یہ جملہ سچ مچ حیرت سے سنا.... اس بار حیرت ظاہر کرنے کا انداز مصنوعی نہیں تھا!

"چلو شروع ہو جاؤ!"

پروین پھر ہنس پڑی اور کہا۔

"فرض کرو.... تم پر ایک بھی گولی نہ پڑی۔ لیکن فائروں کی آواز سن کر پڑوسی آگئے.... پھر تم کیا کرو گے.... ایک مفرور قیدی کی حیثیت میں تمہاری حجامت نہ بن جائے گی؟"

"تم واقعی بہت ذہین ہو...." عمران نے حیرت سے کہا.... "میں نے اس کے متعلق سوچا ہی نہیں تھا... اچھا خیر.... میں تمہیں دوسرا حربہ دیتا ہوں!"

عمران نے اپنے کرتے کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک عجیب وضع کا ریوالور نکالا اور اسے پروین کی طرف بڑھاتا ہوا بولا "یہ بے آواز ریوالور ہے.... اس میں چھ گولیاں ہیں ڈرو نہیں.... فائر کرو بے تکلف!"

پروین ریوالور کو ہاتھ میں لے کر الٹنے پلٹنے لگی۔ لیکن انداز سے نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ عمران کی تجویز پر عمل کرے گی۔

"کیا اس کا لائسنس ہے تمہارے پاس....؟" اس نے پوچھا۔

"نہیں.... مجھے لائسنس کون دے گا!"

"اس کے باوجود بھی تم خود کو ایک شریف شہری سمجھتے ہو؟"

"جو لوگ مجھے نہیں جانتے.... وہ یہی سمجھتے ہیں۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"اچھا اب خیریت اسی میں ہے کہ چپ چاپ یہاں سے چلے جاؤ!"

"تو تم مجھ پر فائر نہیں کرو گی؟"

"نہیں!"

"بڑی ڈرپوک ہو!.... جب ہمت کا یہ عالم ہے تو پھر پرس میں پستول لئے پھرنے سے کیا فائدہ؟"

"دیکھو گے میری ہمت؟"

"کیا دکھاؤ گی؟".... عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔

"اچھا تو تیار ہو جاؤ.... میں فائر کروں گی.... مگر ٹھہرو! پہلے اس کا امتحان کر لوں۔"

اس نے مینٹل پیس پر رکھے ہوئے گلدان کا نشانہ لے کر ٹریگر دبا دیا۔ گلدان کے پرخچے اڑ گئے۔

"تیار....!" اس نے ریوالور کا رخ عمران کی طرف کرتے ہوئے کہا

"بالکل تیار...." عمران کسی بت کی طرح بے حس و حرکت کھڑا رہا۔

پروین نے پے در پے پانچ فائر کئے۔ عمران گویا ہوا میں اڑ رہا تھا۔ اس کے پیر زمین پر لگتے معلوم ہی نہیں ہوتے تھے۔

پانچ مختلف جگہوں پر دیوار کا پلاسٹر اڑ گیا تھا۔

"اب کیا خیال ہے؟" عمران سعادت مندی سے اپنا سر کھجاتا ہوا بولا۔

"خدا کی قسم!.... میں.... کیا کہوں؟" پروین بری طرح ہانپ رہی تھی۔ اس کے برخلاف اس اچھل کود کے بعد بھی عمران کی ظاہری حالت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی تھی۔

"تم کیا.... اچھے اچھے کچھ نہیں کہہ سکتے ہاں!"

پروین اپنے بستر پر بیٹھ گئی.... چند لمحے عمران کو گھورتی رہی۔ پھر بولی "ان صلاحیتوں کے باوجود بھی تم کوئی ڈھنگ کا کام نہیں کر سکتے۔ باپ کا نام بدنام کرتے پھرتے ہو!"

"لعنت ہے تم پر...." عمران جھلا گیا.... "تم بھی شریف آدمیوں کی سی بکواس کرنے لگیں اگر آئندہ میرے سامنے باپ کا حوالہ دیا تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا.... ہاں!"

"اچھا.... تمہارے ساتھ کوئی اینگلو برمیز لڑکی بھی رہتی ہے؟"

"اب نہیں رہتی.... اس میں بھی شرافت کے تھوڑے بہت جراثیم پائے جاتے ہیں.... اس لئے میں اسے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا.... شروع میں سمجھا تھا کہ میرے کام کی ہے!"

"تم نے فیاض کے لئے بھی تو اکثر کیس نپٹائے ہیں۔"

"بہت دنوں سے ایسی کوئی غلطی نہیں کی.... اور نہ آئندہ کرنے کا ارادہ ہے۔"

"مجھے سراغرسانی سے بڑی دلچسپی ہے۔" پروین نے کہا "یہی وجہ ہے کہ میں اس ملازمت کے پیچھے دوڑی تھی۔"

"غالباً یہ دلچسپی جاسوسی ناولوں کی رہین منت ہے.... کیوں....؟"

"نہیں میں نے اس فن پر ٹیکنیکل کتابیں پڑھی ہیں۔"

"اچھا اب میں جاؤں؟" عمران نے اٹھنے کا ارادہ کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں! اب تم جتنی دیر چاہو.... بیٹھ سکتے ہو!"

"وقت برباد کرنے سے کیا فائدہ؟" عمران نے مضمحل آواز میں کہا.... "میں جس کام کے لئے آیا تھا وہ نہیں ہو سکا۔ میں سمجھا تھا کہ تم اپنے مطلب کی ہو لیکن تم بھی شریف ہی نکلیں۔"

"فرض کرو میں شریف نہیں پھر....؟"

"نہیں فرض کروں گا.... اتنی دیر تک فرض کرتے رہنے سے مجھے کیا فائدہ پہنچا ہے؟"

"بیٹھو!.... بیٹھو.... کیا تم مجھے یہ فن سکھا دو گے؟"

"کون سا فن؟"

"یہی گولیوں سے اس طرح بچنا...." پروین بولی... "میں نے اسکے متعلق صرف سنا تھا۔"

"کہاں سنا تھا؟.... یہ فن عام نہیں ہے؟"

"ایک بین الاقوامی مجرم سنگ ہی اس کا ماہر تھا۔"

"بس تو یقین کرو کہ سنگ ہی کے بعد عمران ہی رہ جاتا ہے.... تیسرا کوئی شاید ہی نکلے.... یہ فن میں نے اسی دوغلے چینی سے سیکھا تھا۔"

"کب؟.... کہاں؟"

"لندن میں.... وہاں میری مڈبھیڑ ایک مشہور قاتل اور ڈاکو مکلارنس سے ہوگئی تھی.... سنگ ہی بھی ان دنوں لندن میں مقیم تھا۔ میں نے سنگ ہی اور مکلارنس کو آپس میں لڑا کر اپنا الو سیدھا کر لیا۔"

"کیوں جھک مار رہے ہو.... سنگ ہی وہ آدمی تھا جس نے کرنل فریدی جیسے آدمی کو تھکا مارا تھا۔"

"میں وہ آدمی ہوں جس نے سنگ ہی جیسے مکار آدمی سے ایسا مشکل فن حاصل کر لیا تھا ویسے کرنل فریدی سے بہت زیادہ مرعوب معلوم ہوتی ہو۔"

"یقیناً کرنل فریدی کی ذہانت کو کون پہنچ سکتا ہے۔"

"ارے جاؤ!.... ادھر دیکھو! میرا نام عمران ہے! میرے جیسے اگر بھی چڑھے یہ حضرت.... تو انہیں آرام کرنے کے لئے کم از کم چھ ماہ کی چھٹی لینی پڑے گی۔"

"کیا تم کرنل فریدی سے زیادہ ہو....؟" پروین نے برا سا منہ بنا کر پوچھا۔

"کم یا زیادہ کے متعلق میں نہیں جانتا.... لیکن مجھے اپنی حماقتوں پر اتنا اعتماد ہے کہ کرنل فریدی کی.... ساری ذہانت.... دھری رہ جائے.... سنگ ہی کو بھی.... میں.... چغد ہی سمجھتا ہوں.... جس نے کرنل فریدی کو نچا کر رکھ دیا تھا۔"

"بڑا غرور ہے تمہیں اپنی صلاحیتوں پر!"

"اب مجھے بور نہ کرو.... میں جا رہا ہوں...." عمران اٹھتا ہوا بولا.... "لاؤ! میرا ریوالور!"

"ریوالور ضبط!" پروین مسکرائی۔

"مصیبت میں پھنس جاؤ گی.... اس کا لائسنس تمہارے لائسنس سے مختلف ہوگا۔"

"تمہارے پاس کون سا لائسنس ہے؟"

"مگر میں کوئی شریف آدمی نہیں ہوں۔"

پروین نے ریوالور اس کی طرف بڑھا دیا اور آہستہ سے بولی۔

"ہم وقتاً فوقتاً ملتے رہیں گے۔"

"اس طرح ملنے ملانے کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہوتا۔" عمران نے کہا اور اپنی چادر سمیٹ کر تیز قدموں سے چلتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

O

دوسری صبح عمران نے سب سے پہلے جولیانا فٹزواٹر کو فون کر کے پروین کی کڑی نگرانی کیلئے تاکید کی۔

"پچھلی رات مجھ سے ایک غلطی ہو گئی جناب!" جولیا نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

"کیا ہوا؟"

"آپ نے کہا تھا کہ میں کیپٹن جعفری کو رنگیل لاج سے ہٹا لوں.... لیکن میں بھول گئی۔ ویسے میرا خیال ہے کیپٹن جعفری کی رپورٹ آپ کیلئے یقیناً کارآمد ہوگی۔"

"کیا رپورٹ ہے؟"

"پروین نے پونے بارہ بجے اپنے فلیٹ کا قفل کھولا تھا۔ وہ تنہا نہیں تھی اس کے ساتھ ایک لمبے قد کا آدمی بھی تھا... جس کی شکل نہیں دیکھی جاسکی۔ پروگرام کے مطابق ایک بجے سارجنٹ ناشاد نے کیپٹن جعفری کی جگہ لے لی۔ سارجنٹ ناشاد کا بیان ہے کہ تقریباً دو بجے ایک مجہول سا آدمی پروین کے فلیٹ کے دروازے کا شیشہ توڑ کر اندر داخل ہوا۔ اور ایک گھنٹے بعد جب وہ فلیٹ سے باہر نکلا تو اندر کا کمرہ روشن نظر آرہا تھا۔"

"لمبے آدمی کے متعلق کیا رپورٹ ہے جو پروین کے ساتھ آیا تھا؟" عمران نے پوچھا۔

"اس نے ساری رات فلیٹ میں گذاری تھی اور ٹھیک پانچ بجے وہاں سے نکلا تھا۔"

"ناشاد نے اس کا تعاقب کیا تھا؟"

"تعاقب تو کسی کا بھی نہیں کیا گیا... آپ کے احکامات صرف نگرانی کے لئے تھے۔"

"اپنی عقل بھی استعمال کرنی چاہئے..." عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"جی ہاں... ناشاد سے غلطی ہوئی مگر وہ تنہا تھا وہاں سے دو آدمی نکلے تھے۔"

"خیر... فی الحال کچھ نہیں وہاں کم از کم تین آدمی لگاؤ..."

عمران نے سلسلہ منقطع کردیا... وہ اس لمبے آدمی کے متعلق سوچ رہا تھا۔ جعفری اور ناشاد کی رپورٹوں کا یہ مطلب تھا کہ وہ لمبا آدمی اس وقت بھی فلیٹ ہی میں موجود تھا جب اس نے پروین کو اپنے کرتب دکھائے تھے۔ اور اس کے خلاف اپنی تگ و دو کی وجہ یہ قرار دی تھی کہ اس نے اس کے پرس میں پستول دیکھ لیا تھا۔

وہ لمبے آدمی کے متعلق سوچتا رہا۔ جس کی شکل نہ جعفری دیکھ پایا تھا اور نہ سارجنٹ ناشاد... مگر وہ آدمی بھوری ڈاڑھی والا نہیں ہو سکتا تھا... وہی مشتبہ آدمی جس کے ساتھ پروین کو دیکھ کر عمران اس کے پیچھے لگ گیا تھا۔

وہ سوچتا رہا مگر کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے کہا کہ وہ کیپٹن فیاض ہے۔

پھر گھبرائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"عمران! فوراً ریگل لاج پہنچو! پروین قتل کردی گئی... تمہارا آنا ضروری ہے۔ میں انتظار کررہا ہوں۔"

قبل اس کے کہ عمران کچھ کہتا۔ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کردیا گیا۔ عمران نے بہت برا سامنہ بنایا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اسے قدم قدم پر شکست ہورہی تھی۔

اس نے بڑی تیزی سے لباس تبدیل کیا۔ نیچے آکر گیراج سے کار نکالی اور ریگل لاج کی طرف روانہ ہوگیا۔ راستے بھر وہ عجیب طرح کی الجھن میں مبتلا رہا۔ اس میں اس کی چھٹی حس کو بھی دخل تھا۔ ریگل لاج کے سامنے پہنچ کر اس نے کار روک دی لیکن وہاں اسے کسی غیر فطری بات کا احساس ہوا۔ اور وہ بات اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھی کہ ریگل لاج کے قرب و جوار کے حالات معمول پر تھے۔ کہیں بھی اسے کوئی پولیس مین نہیں دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے واپسی کے لئے کار موڑی ہی تھی کہ سامنے سے فیاض کی کار آتی دکھائی دی... اسکے پیچھے پولیس کار تھی۔

عمران کو اپنی کار روک دینی پڑی۔ اس نے سوچا۔ یقیناً وہ کسی جال میں پھنسنے والا ہے۔ کیونکہ فیاض نے فون ہی پر کہا تھا کہ وہ ریگل لاج میں موجود ہے... فیاض کار سے اتر کر اس کی طرف بڑھتا ہوا بولا "کیا بات ہے؟"

"بات میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "مجھ سے کہا کہ میں ریگل لاج میں موجود ہوں اور خود اب تشریف لارہے ہیں۔"

"میں نے؟... تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔ ویسے ابھی ابھی کسی نامعلوم آدمی نے فون پر مجھ سے کہا تھا کہ پروین اپنے فلیٹ میں قتل کردی گئی!"

"لیکن مجھ سے کیپٹن فیاض نے کہا تھا کہ میں ریگل لاج میں موجود ہوں۔ پروین قتل کردی گئی ہے فوراً آؤ!"

"تم اس فلیٹ میں گئے تھے؟" فیاض نے اسے گھور کر پوچھا۔

"نہیں! میں نے جب یہاں پولیس کی گاڑی نہیں دیکھی تو سمجھا شاید کسی نے مذاق کیا ہے... واپس جارہا تھا کہ تم آگئے!"

"اچھا تم یہیں ٹھہرو... میں اوپر جارہا ہوں۔ میری واپسی تک تمہیں یہیں ٹھہرنا پڑے گا۔"

فیاض نے پچھلی کار والے انسپکٹر کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور آگے بڑھ گیا۔

عمران اپنی کار موڑ ہی چکا تھا۔ جیسے ہی فیاض نظروں سے اوجھل ہوا۔ وہ نکل بھاگا۔ دوسری کار میں بیٹھے ہوئے کانسٹیبلوں نے ان کی گفتگو نہیں سنی تھی ورنہ شاید عمران اتنی آسانی سے گلو خلاصی حاصل نہ کر سکتا۔

وہ اندھا دھند اپنی کار دوڑائے لئے جا رہا تھا۔

اس نے بھاگ نکلنے کا فیصلہ بڑی جلدی میں کیا تھا۔

اسے یقین تھا کہ پروین قتل کر دی گئی ہے۔ اسی لئے وہ بھاگ نکلا۔ وہ جانتا تھا کہ جس نے بھی اسے قتل کیا ہے...... وہ اس سلسلے میں اسے پھنسانا چاہتا ہے۔ ورنہ فیاض کی طرف سے فون کیوں کیا جاتا۔ اور فیاض کو کسی گمنام آدمی کی طرف سے فون کیوں موصول ہوتا! عمران سوچ رہا تھا کہ وہ یقیناً پھنس جائے گا۔ کیونکہ وہاں کی ایک کرسی پر اس کی انگلیوں کے نشانات ملیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ پروین کے پستول پر بھی اس کی انگلیوں کے نشانات محفوظ ہوں۔ یقیناً محفوظ ہوں گے۔ کیونکہ انہی نشانات کی بناء پر کسی نامعلوم آدمی نے اسے پھنسانے کی کوشش کی ہے۔ پروین کے فلیٹ کے نشانات یقیناً پولیس کو چکرا دینے والے ہوں گے۔ کیونکہ گولیوں کے چھ نشانات دیواروں پر بھی نظر آئیں گے......

لیکن اسے پھر پروین کا پستول یاد آ گیا۔ وہ سوچنے لگا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ہی پستول سے قتل کی گئی ہو اور اسی پستول پر خود اس کی انگلیوں کے نشانات پائے جائیں گے۔

عمران بے تحاشا کار چلا رہا تھا۔ اس وقت اس کی حیثیت بالکل مجرموں کی سی تھی! کیونکہ وہ بحیثیت ایکس ٹو منظر عام پر نہیں آ سکتا تھا۔

گھر پہنچ کر اس نے جلدی میں وہ فون تار سے الگ کیا جس کے نمبر ڈائرکٹری میں نہیں تھے۔ وہ ٹرانسمیٹر اٹھایا جس کے ذریعہ وہ اکثر اپنے ماتحتوں سے گفتگو کیا کرتا تھا۔ اس نے بڑی تیزی سے انہیں اس صندوق میں ڈالا جس میں میک اپ کا سامان رہتا تھا۔ وہ صندوق کو اٹھائے ہوئے نیچے آیا۔

تین یا چار منٹ کے اندر ہی اندر اس کی کار پھر سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔ لیکن جلدی ہی

اس کا رخ ویرانے کی طرف ہو گیا!

O

فیاض ٹھیک سات بجے شام کو عمران کے باپ رحمان صاحب کی کوٹھی میں داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر گہرے تفکر کے آثار تھے۔

نوکر اسے ڈرائنگ روم میں بٹھا کر اطلاع دینے کے لئے اندر چلا گیا۔

رحمان صاحب جلدی ہی آ گئے۔ فیاض نے انہیں دیکھ کر اٹھنا چاہا۔

"بیٹھو...... بیٹھو...... کیا خبر ہے؟" رحمان صاحب نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا عرض کروں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے!"

"کیا بات ہے؟"

"مقتولہ کے کمرے میں ایک کرسی پر عمران کی انگلیوں کے کئی نشانات ملے ہیں۔ نہ صرف کرسی پر...... بلکہ ایک نشان مقتولہ کے پستول پر بھی ہے۔ اسی پستول پر جس سے وہ قتل کی گئی ہے...... پستول پروین ہی کا تھا۔ وہ اس کا لائسنس رکھتی تھی۔ مجھے پہلے سے بھی اس کا علم تھا کہ اس کے پاس ایک پستول ہے۔ اب آپ فرمائیے کہ میں کیا کروں؟"

"میں کیا بتاؤں...... جو تم مناسب سمجھو...... اگر عمران گرفت میں آتا ہے تو میں اس کی سفارش نہیں کروں گا۔"

"مگر جناب میرے اور اس کے تعلقات...... میں کیسے گوارا کروں گا۔ بہتر ہے کہ آپ فوری طور پر میرا تبادلہ کر دیں۔"

"اس تجویز پر میں تمہیں معطل کر سکتا ہوں!" رحمان صاحب نے غصیلی آواز میں کہا۔ "تم فرض کی ادائیگی سے پیچھے ہٹ رہے ہو...... اگر عمران مجرم ہے تو وہ نہ تو رحمان کا بیٹا ہو سکتا ہے اور نہ تمہارا دوست...... سمجھے!"

اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور رحمان صاحب نے اٹھ کر ریسیور اٹھا لیا۔

"یہاں کیپٹن فیاض ہے؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کون؟ عمران! تم کہاں سے بول رہے ہو؟"

"میں اس کی اطلاع ڈائرکٹر جنرل صاحب کو ہرگز نہیں دے سکتا.... ریسیور فیاض کو دے دیجئے۔"

"یہاں فیاض نہیں ہے۔" رحمان صاحب نے غضیلی آواز میں کہا۔

"پھر بھلا بتایئے کہ میں کیوں نہ جھوٹ بولوں؟" عمران کے لہجے میں بڑی سعادت مندی تھی۔

"شٹ اپ.... سور.... بیہودے...." رحمان صاحب نے چیخ کر کہا اور ریسیور فیاض کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو....!" فیاض گلا صاف کرتا ہوا بولا۔

"فیاض!" عمران نے دوسری طرف سے کہا "یہ قتل تین اور پانچ بجے کے درمیان ہوا ہے اور اس وقت میں اپنے فلیٹ میں بے خبر سو رہا تھا یعنی کہ گدھے بیچ کر.... آج کل گھوڑے تو ملتے نہیں!"

"تم کہاں سے بول رہے ہو؟"

"کل بتاؤں گا۔ لیکن آخر تم فلیٹ میں کسی تیسرے آدمی کی موجودگی کے امکانات پر غور کیوں نہیں کرتے؟ میری انگلیوں کے نشانات کو بھول جاؤ۔ میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ پستول کے دستے پر میری انگلیوں کے نشانات ملے ہوں گے۔ مگر یہ تو سوچو کہ غیر معمولی حالات میں مجھ سے ایسی غلطی سرزد ہو سکتی ہے.... کیوں؟"

"مگر تمہاری انگلیوں کے نشانات کیوں؟"

"میں دو بجے سے تین بجے تک اس کے فلیٹ میں رہا ہوں اور اسے زندہ چھوڑ کر آیا تھا۔"

"تم وہاں گئے کیوں تھے؟"

"اسے قتل کرانے.... اگر میں وہاں نہ جاتا تو وہ قتل نہ کی جاتی۔"

"یعنی؟"

"وہ جن لوگوں کے لئے کام کر رہی تھی۔ انہیں شاید اس کا علم ہو گیا ہے کہ میں اس کی اصلیت معلوم کر لینے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"تم نے اسے نہیں قتل کیا؟" فیاض بولا۔

"گھاس کھا گئے ہو تم شاید!" عمران نے دوسری طرف سے کہا "بھلا میں اسے کیوں قتل کرنے لگا۔"

ایکا یک رحمان صاحب بڑبڑائے "اسے باتوں میں الجھائے رکھو.... میں دوسری فون پر ایکسچینج سے معلوم کرتا ہوں کہ یہ کہاں سے بول رہا ہے۔"

رحمان صاحب کمرے سے چلے گئے۔ عمران دوسری طرف سے کہہ رہا تھا ایک لمبا آدمی تمہارا اصل شکار ہے جو داہنا پیر زمین پر رکھتے وقت بائیں پیر سے زیادہ زور دیتا ہے۔ اس وجہ سے چال میں ہلکی سی لنگڑاہٹ محسوس ہوتی ہے۔"

"وہ کہاں ملے گا؟"

"تمہارے بڑے بھائی کی سسرال میں!" عمران جھلا کر بولا۔

"پیارے عمران ذرا ڈھنگ کی بات کرو!"

"آہ.... بہت بے تکلفی سے گفتگو کر رہے ہو۔ کیا والد صاحب قبلہ کمرے سے تشریف لے گئے.... آہا! میں بھی کتنا احمق ہوں.... وہ یقیناً تشریف لے گئے ہوں گے۔ ایکسچینج سے معلوم کریں گے کہ میں کہاں سے بول رہا ہوں۔ سنو فیاض ڈارلنگ بلکہ سویٹ ہارٹ میں پبلک بوتھ نمبر ۲ سے بول رہا ہوں۔ اب چالاک بنو! والد صاحب سے کہہ دینا کہ ان کی صلاحیتیں مجھ میں منتقل ہونے کے بعد کچھ ذرا نکھری ہو گئی ہیں.... ہاں.... ٹاٹا...."

"ارے سنو تو سہی.... وہ.... میں.... تم...." فیاض ہکلاتا ہی رہ گیا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

ٹھیک اسی وقت رحمان صاحب نے کمرے میں داخل ہو کر کہا "پبلک بوتھ نمبر ۲" پھر فون کی طرف دیکھ کر بولے۔ "یہ کیا.... میں نے تم سے کہا تھا کہ اسے روکے رکھنا۔"

"جناب عالی! میں کیا عرض کروں؟"

"عرض کیا کرو گے خاک.... تم سے اتنا بھی نہیں ہو سکا اور اتنی ذمہ دار پوسٹ ہولڈ کرتے ہو.... تمہیں شرم آنی چاہئے۔"

"وہ مجھ سے کہیں زیادہ ذہین ہے۔" فیاض نے مردہ سی آواز میں کہا۔

"بے کار بکواس!"

فیاض کچھ نہ بولا۔ رحمان صاحب خفا ہوتے رہے۔ "کیا تم اس عہدے کے لائق ہو؟ بتاؤ... بولتے کیوں نہیں؟"

"میں نے روکنے کی کوشش کی تھی۔ باتوں میں الجھایا تھا لیکن بے خیالی میں تھوڑا بے تکلف ہو گیا۔ بس اسی پر وہ کھٹک گیا کہنے لگا کیا والد صاحب کمرے سے تشریف لے گئے؟ تم بڑی بے تکلفی سے گفتگو کر رہے ہو۔ ضرور تشریف لے گئے ہوں گے تاکہ ایکسچینج سے معلوم کر سکیں کہ میں کہاں سے بول رہا ہوں۔ پھر اس نے بتایا کہ وہ پبلک بوتھ نمبر ۲۷ سے بول رہا ہے۔ اب آپ ہی فرمائیے.... اتنی ذرا سی بات پر وہ کھٹک گیا۔"

رحمان صاحب کچھ نہیں بولے۔ چند لمحے خاموشی رہی۔

پھر انہوں نے کہا "میں کچھ نہیں جانتا.... تین دن کے اندر اندر اسے حاضر کرو۔"

"میں انتہائی کوشش کروں گا جناب!"

"تمہیں اور کچھ کہنا ہے؟"

"جی نہیں!" فیاض اٹھتا ہوا بولا "اب اجازت دیجئے!"

O

میک اپ کے باوجود بھی آدمی اپنی آنکھوں کی بناوٹ اور چلنے کے انداز سے پہچانا جا سکتا ہے۔ لہٰذا عمران کو آنکھوں کی خاص فکر تھی۔ اس کے لئے اس نے تاریک شیشوں کی عینک استعمال کی تھی۔ رہ گئی چال.... اس کا بدل دینا عمران کا بائیں ہاتھ کا کام تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جسم کے کن حصوں پر کتنی طاقت صرف کرنے سے چال بدل جاتی ہے۔ لہٰذا چال سے اسے پہچان لینا آسان کام نہیں تھا۔

اسے اس لمبے آدمی کی فکر تھی جو چلتے وقت داہنا پیر زیادہ زور سے زمین پر رکھتا تھا... جس کی وجہ سے چال میں ہلکی سی لنگڑاہٹ کا احساس ہوتا تھا۔ سارجنٹ ناشاد کی رپورٹ کے مطابق ایسا ہی ایک آدمی پروین کے فلیٹ سے نکلا تھا اور اس آدمی کے متعلق بھی یہی رپورٹ

تھی... جو کرنل زیدی کی جگہ محکمہ خارجہ کے دفتر میں کام کرتا رہا تھا... خود کرنل زیدی کے متعلق عمران نے ہیڈ کوارٹر سے بہتیری معلومات حاصل کر لی تھیں۔ کرنل زیدی لمبے قد کا آدمی ضرور تھا۔ لیکن اس کی چال میں لنگڑاہٹ نہیں تھی عمران نے سوچا کیوں نہ ریکسٹن اسٹریٹ کے آسیب زدہ مکان میں قسمت آزمائی کی جائے۔ لیکن پھر اسے تنویر کی بیہوشی کا واقعہ یاد آ گیا۔ اور اسے یہ خیال ترک کرنا پڑا کہ وہ اب بھی ریکسٹن اسٹریٹ والے مکان میں ان لوگوں کا کچھ سراغ پا سکے گا۔

پھر وہ کیا کرے؟

یہ ایک مشکل سوال تھا۔ فی الحال کوئی مشتبہ آدمی بھی اس کی نظر میں نہیں تھا! ایسے حالات میں منطقی شعور پر بھروسہ کرنا فضول ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا عمران نے نتائج اخذ کرنے کے لئے منطق کو بیکار ہی سمجھا... اور اسی مقصد کے حصول کے لئے تخیل کا سہارا ڈھونڈنے لگا.... لیکن تھوڑی ہی دیر بعد اس نے محسوس کیا کہ اس سے بھی کام نہ چلے گا۔

اس کے آٹھوں ماتحت بھی اس دراز قد آدمی کی تلاش میں تھے مگر ابھی تک انہیں کامیابی نہیں ہوئی تھی۔

دراز قد آدمی کے خلاف اب تک دو جرم ثابت ہو چکے تھے ایک تو یہ کہ وہ کرنل زیدی کے روپ میں محکمہ خارجہ کے دفتر میں کام کرتا رہا تھا اور دوسرا یہ کہ پروین کا قاتل وہی تھا۔ یہ محض عقلی گدا نہیں تھا بلکہ فنگر پرنٹ کے ماہرین اس کی تصدیق کر چکے تھے! پروین کے فلیٹ کے باتھ روم کے دروازے کے ہینڈل پر پائے جانے والے انگلیوں کے نشان اور محکمہ خارجہ کے دفتر کی چند کرسیوں کے ہتھوں پر ملے ہوئے نشانات میں کوئی فرق نہیں تھا۔

عمران نے ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ سے جولیانا فٹز واٹر کو فون کیا آجکل وہ اسی طرح اس سے دن بھر کی رپورٹ حاصل کیا کرتا تھا۔ جولیا دوسری طرف سے کہہ رہی تھی "ہمیں ایک ایسے لمبے آدمی کا سراغ مل گیا ہے جو چلتے وقت داہنے پیر پر زور دیتا ہے اور چال میں ہلکی سی لنگڑاہٹ محسوس ہوتی ہے۔ وہ کرنل نادر کے دفتر میں کام کرتا ہے اور اسی کوٹھی کے ایک حصے میں اس کا قیام بھی ہے۔ یہ کرنل نادر ایک ریٹائرڈ فوجی ہے۔ پچھلے پانچ سال سے ایکسپورٹ اور

امپورٹ کرتا ہے۔ نیوی اسٹریٹ میں اس کا آفس ہے۔ اور کوٹھی.... صفدر روڈ پر ہے.... پندرہ صفدر روڈ!"

"سب سے پہلے اسے کس نے دیکھا؟" عمران نے پوچھا۔

"کیپٹن خاور نے۔"

"پھر تم نے بھی اسے دیکھا؟"

"جی ہاں میں نے بھی خاور ہی کی اطلاع پر اسے دیکھا تھا اور یہ حقیقت ہے کہ وہ مطلوبہ آدمی سے سو فیصدی مشابہ ہے۔"

"نادر کے آفس میں وہ کیا کام کرتا ہے؟"

"ابھی تک یہ نہیں معلوم ہو سکا.... ویسے اس کے متعلق تفصیلات حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے!"

"تنویر سے کیا کام لے رہی ہو؟"

"کچھ بھی نہیں وہ آرام کر رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ مجرموں کی نظر میں آ گیا ہے۔ لہٰذا میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اس سلسلے میں اب اس سے کوئی کام نہ لیا جائے۔"

"تم واقعی بہت ذہین ہو جولیا۔" عمران نے کہا۔

"شکریہ! لیکن اب میں ان تعریفوں سے خوش نہیں ہوتی۔"

"کیوں؟"

"اب مجھے اسی حالت میں خوشی ہوگی جب آپ میرے قریب بیٹھ کر میری ذہانت کی تعریف کریں گے۔"

"ایسا شاید کبھی نہ ہو سکے۔"

"اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں خود ہی آپ کو ڈھونڈ نکالوں۔"

"کھلی ہوئی اجازت ہے۔" عمران نے کہا۔

"شکریہ! میں کوشش کروں گی۔"

"ابھی نہیں! یہ فرصت کی باتیں ہیں۔ فی الحال ہمیں کام کرنا ہے۔"

"ساتھ ہی کام بھی ہوتا رہے گا جناب! میرا خیال ہے کہ آپ بھی اس لمبے آدمی کو دیکھ لیجئے۔ ممکن ہے ہم سے غلطی ہوئی ہو۔"

"خوب!" عمران بھرائی ہوئی آواز میں ہنسا.... "اس طرح تم مجھے ڈھونڈ نکالو گی۔ یعنی جو شخص بھی کرنل نادر کے آفس یا اس کی کوٹھی کے گرد منڈلاتا ہوا نظر آ جائے.... وہ سو فیصدی ایکس ٹو ہوگا.... کیوں؟.... یہی تدبیر سوچی ہے نا تم نے؟"

جولیا ہنسنے لگی اور عمران نے کہا۔

"کہیں اس بوڑھے کو ایکس ٹو نہ سمجھ لینا جو اس وقت بھی کرنل نادر کے آفس کے قریب ہی موجود ہے۔"

"کیا.... کوئی ایسا آدمی وہاں موجود ہے؟"

"ہاں.... وہ کمبخت بہت چالاک ہے.... اتنا چالاک کہ تم سے پہلے ہی اس لمبے آدمی کے چکر میں پڑ گیا۔"

"وہ کون ہے؟"

"عمران۔" عمران آہستہ سے بولا۔

"عمران وہاں پہنچ گیا۔" جولیا نے حیرت سے کہا۔

"ہاں! اگر تم چاہو تو اسے پریشان کر سکتی ہو۔ کیونکہ فیاض نے اس کی گرفتاری کا وارنٹ نکلوا لیا ہے۔"

"جی ہاں! میں نے بھی سنا ہے.... شاید پروین کے فلیٹ میں اس کی انگلیوں کے نشانات بھی ملے ہیں۔ مجھے بڑی حیرت ہے کہ یہ ہر معاملے میں بالکل ہماری ہی لائن پر دوڑتا ہے۔"

"لیکن وہ دوڑتا ہی رہ جاتا ہے اور میں فائدہ اٹھا لیتا ہوں۔ اس کا وجود فیاض کے لئے نقصان دہ ہو سکتا ہے.... میرے لئے نہیں۔"

"اچھا میں دیکھوں گی۔"

"لیکن اس کا خیال رہے کہ عمران کی گرفتاری ہمارے لئے فائدہ مند ثابت نہیں ہوگی اسے فیاض کی دسترس سے دور ہی رہنا چاہئے۔"

"مگر عمران پروین کے فلیٹ میں کیسے داخل ہوا تھا کہ اپنے آدمی اسے نہیں دیکھ سکے۔"

"آہا... کیا تمہیں وہ مجہول آدمی یاد نہیں جو دروازے کا شیشہ توڑ کر فلیٹ میں داخل ہوا تھا۔"

"کیا وہ عمران تھا؟..." جولیا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! وہ عمران تھا۔"

"پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس قتل میں اسی کا ہاتھ رہا ہے۔"

"خدا جانے... میں ابھی اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اسے ضرور یاد رکھو کہ عمران کی گرفتاری سے ہم نقصان میں بھی رہ سکتے ہیں۔"

"تو کیا ہم پوشیدہ طور پر اس کی بھی حفاظت کریں۔" جولیا نے کہا۔

"ہاں! مگر اس طرح کہ اسے اس کا علم نہ ہونے پائے۔ وہ بے چارا نادانستہ طور پر ایکس ٹو کے لئے بڑی محنت کر رہا ہے۔" عمران نے کہا "اچھا اب میں تقریباً آٹھ گھنٹے بعد تمہیں پھر فون کروں گا! ٹھہرو... ٹھہرو... سنو! ایک تدبیر سمجھ میں آ رہی ہے۔ اس طرح سارا کام بہ آسانی ہو جائے گا... تم عمران کو دھمکاؤ کہ اس نے تمہارے ساتھ مل کر کام نہ کیا تو تم اسے گرفتار کرا دو گی۔ وہ اس پر مجبور ہو جائے... سمجھیں...؟"

"جی ہاں! سمجھ گئی... لیکن اس کی پہچان کیا ہے؟"

"سفید اور گھنی ڈاڑھی... آنکھوں پر تاریک شیشوں کی عینک، ناک کے نچلے حصے پر گہری سرخی اور خفیف سا خم... وہ تمہیں کرنل نادر کے آفس کے سامنے والے ریستوران میں ملے گا... اچھا... بس!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

O

عمران جولیا کے پہنچنے سے پہلے ہی اس ریستوران میں پہنچ گیا۔ وضع قطع سے وہ کوئی بوڑھا ڈاڑھی والا یوریشین معلوم ہوتا تھا۔ اس کے آرڈر کی چائے آئی ہی تھی کہ جولیا آ پہنچی۔ وہ تیر کی طرح عمران کی طرف آئی۔

"اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو!" اس نے جملہ پورا نہیں کیا تھا کہ عمران دمہ کے مریض کی طرح ہانپتا ہوا بولا "بیٹھ جاؤ... بیٹھ جاؤ... اگر تمہیں دمے کی بیماری سے نفرت نہ ہو۔"

جولیا بیٹھتی ہوئی اس کی طرف جھک کر بولی۔ "قطعی نہیں! ایسی صورت میں نفرت کی ہی نہیں جا سکتی جب کسی جوان آدمی کو دمہ ہو جائے۔"

"لڑکی! تم میرے بڑھاپے کا مذاق اڑا رہی ہو۔ تم سے خدا سمجھے اور خدا کرے تم ابھی بوڑھی ہو جاؤ۔"

"ہاں میں بوڑھی ہو سکتی ہوں لیکن مجھے دمہ ہرگز نہیں ہو گا۔ میرے پھیپھڑوں میں اتنا دم ہی نہیں ہے کہ میں زبردستی ہانپ سکوں۔"

"تم شاید پاگل ہو گئی ہو..." عمران نے جھلا کر کہا... "کیا ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں؟"

"اچھی طرح۔ اگر میں تمہاری ڈاڑھی نوچ لوں تو کیسی رہے؟"

"تم مردہ نظر آؤ... اور میں پھانسی کے تختے پر۔"

"بوڑھے ڈارلنگ! جولیا ہنس کر بولی "اسی فٹ پاتھ پر ایک ڈیوٹی کانسٹیبل ٹہل رہا ہے۔ کہو تو میں اسے بھی تمہاری چائے میں شریک کر لوں؟"

"تم کیا بک رہی ہو لڑکی؟"

"ہوں..." جولیا اسے گھورتی ہوئی بولی "تم کیپٹن فیاض کو دھوکا دے سکتے ہو مجھے نہیں!"

"ارے باپ رے..." عمران اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

اور جولیا ہنس پڑی۔

پھر اس نے کہا۔ "کہو تو بلاؤں ڈیوٹی کانسٹیبل کو؟"

"ہم... ہپ... مجھے سوچنے دو۔"

"اچھی طرح سوچ لو۔ تمہیں یہاں اپنی موجودگی کی وجہ بھی بتانی پڑے گی اور یہ بھی بتانا پڑے گا کہ پروین کے فلیٹ میں شیشہ توڑ کر کیوں داخل ہوئے تھے؟"

"ہائیں! تم یہ بھی جانتی ہو؟" عمران بوکھلا کر بولا "میں تو دفن ہو گیا۔"

"نہیں۔ ابھی تو صرف دم اکھڑا ہے۔ کفن دفن میرے ذمہ ہو گا۔" جولیا مسکرائی

"تم تو آج اس عورت کی طرح باتیں کر رہی ہو۔ جس نے ہاتھی کی موت پر چیخ چیخ کر مبارک باد دی تھی۔"

"اس لمبے آدمی کا نام کیا ہے جو کرنل ہادر کے دفتر میں کام کرتا ہے؟"

"ہوائے!" عمران چیخا "ایک گلاس پانی... ٹھنڈا والا..." اور پھر وہ بری طرح کھانسنے لگا۔

"اس سے کام نہیں چلے گا۔" جولیا نے سنجیدگی سے کہا۔ "تمہاری بچت اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہمارے ساتھ مل کر کام کرو۔"

"تمہارے سامنے تو ویسے ہی میرا کام تمام ہو جاتا ہے... میں کام کیا کرونگا... آہا... کیا نام ہے جولیا نافٹز واٹر۔"

"بکواس شروع کر دی تم نے... بولو منظور ہے... یا... کیپٹن فیاض کو فون کروں؟"

"کیا قصہ ہے... آخر یہ سیکرٹ سروس والے آج کل مجھ پر اتنے مہربان کیوں ہیں؟"

"میری بات کا جواب دو۔"

"خیال برا نہیں ہے..." عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "آج کل میں اکیلا بھی بور ہو گیا ہوں چلو منظور ہے... مگر ایک شرط پر..."

"کیا شرط ہے؟"

"تمہیں میرے کہنے پر عمل کرنا پڑے گا۔ میں کسی کے احکامات کا پابند نہیں ہوں گا۔"

جولیا فوراً ہی کچھ نہیں بولی۔ کافی غور و فکر کے بعد اس نے کہا۔ "چلو منظور ہے۔" ویسے وہ سوچ رہی تھی کہیں یہ بات ایکس ٹو کی مرضی کے خلاف نہ ہو۔

"میرے کہنے پر عمل کرو گی۔" عمران نے کہا۔

"ہاں... کتنی بار کہوں۔"

"اچھا... تو کرو... میرے کہنے پر عمل کرو۔"

"کیا کروں؟"

"اپنے گالوں پر زور زور سے تھپڑ مارو۔"

"ہشت..."

"پھر میں تم لوگوں کے ساتھ کام نہیں کر سکتا۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ دونوں آہستہ آہستہ گفتگو کر رہے تھے۔ عمران نے دوبارہ کہا "میرے کہنے پر عمل کرو۔"

"بے تکے مذاق مجھے پسند نہیں ہیں۔"

"تم نہیں مارو گی تو میں ہی رسید کر دوں گا۔"

"شٹ اپ!"

لیکن دوسرے ہی لمحے میں عمران اس کے گال پر ایک تھپڑ رسید کر کے چیخا۔ "تجھے کرنل ہادر کے دفتر میں ملازمت کرنی ہی پڑے گی۔"

جولیا ہکا بکا رہ گئی۔ اس کا ہاتھ چوٹ کھائے ہوئے گال پر تھا۔ اور آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔

عمران پھر گرجا "تجھے کرنل ہادر کے دفتر میں نوکری کرنی ہی پڑے گی۔"

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟" ایک آدمی قریب ہی کی میز سے اٹھتا ہوا بولا

عمران کسی چڑچڑے بوڑھے کی طرح اس پر الٹ پڑا "تم سے مطلب؟" میں نے اپنی لڑکی کو تھپڑ مارا ہے۔ تم کون ہوتے ہو دخل دینے والے؟"

جولیا خاموش بیٹھی رہی۔

"مگر جناب یہ ظلم ہے... ناشائستگی ہے!" اس نے عمران سے کہا۔

"یہ ناشائستگی تم سے نہیں سرزد ہوئی... اپنا کام کرو..." عمران ہاتھ جھٹک کر بولا۔ پھر جولیا سے کہا "اٹھو... ابھی چلو... ورنہ میں تم کو یہیں دفن کر دوں گا۔"

اب سارا معاملہ جولیا کی سمجھ میں آ گیا۔ لیکن یہ طریقہ بڑا واہیات تھا۔ وہ دل ہی دل میں عمران کو گالیاں دیتی رہی۔

"تم نے نہیں سنا؟" عمران دانت پیس کر بولا۔

"میں اس کے دفتر میں ملازمت نہیں کروں گی۔ وہ اچھا آدمی نہیں ہے۔"

"اچھا تو جہاں تمہارا دل چاہے مرو... میری چھت کے نیچے واپس نہ آنا... سمجھیں؟... میں بڑھاپے میں بھی اپنا پیٹ پالنے کے لئے محنت کر سکتا ہوں... میری نظروں

سے دور ہو جاؤ۔"

"ڈیڈی.... تم پاگل ہو گئے ہو.... یہاں اس طرح مجمع عام میں توہین کر رہے ہو۔ اب میں تم پر تھوکنے بھی نہ آؤں گی!" جولیا اٹھنے لگی۔

لیکن اس آدمی نے آگے بڑھ کر کہا

"محترمہ! ذرا ٹھئے تو سہی!.... یہ آپ سے کس نے کہہ دیا کہ کرنل نادر برے آدمی ہیں؟"

"پھر تم نے دخل دیا۔" عمران جھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"مجبوراً دخل دینا پڑا کیونکہ میں ایک اچھے آدمی کے متعلق کسی کی بری رائے نہیں برداشت کر سکتا۔"

"ارے تو تم ٹھیکیدار ہو سارے زمانے کے؟" عمران نے میز پر ہاتھ مار کر کہا۔

کمرے کے سارے ہی لوگ ان کی طرف متوجہ تھے!

"نہیں.... کرنل نادر سے میرا تعلق ہے.... اس لئے میں ان کے خلاف کوئی بات نہیں سن سکتا۔"

"کیا تعلق ہے؟"

"میں ان کی فرم کا اسسٹنٹ منیجر ہوں!"

"اوہو!" عمران یکلخت کھڑا ہو کر اس سے مصافحہ کرتا ہوا بولا۔ "معاف کیجئے گا جناب! کرنل نادر کے لئے میں ذاتی طور پر کوئی برا خیال نہیں رکھتا.... یہ ابھی بچی ہے.... نا سمجھ ہے.... کسی نے کہہ دیا ہوگا۔ کرنل نادر برے آدمی ہیں۔ آپ تشریف رکھئے نا.... جی ہاں.... یہاں اسی کرسی پر.... مجھے افسوس ہے جناب اپنے رویے پر.... مجھے معلوم ہوا تھا کہ کرنل نادر کے دفتر میں ایک ٹائپسٹ کی جگہ خالی ہے اے جولی.... بیٹھ جاؤ.... میں تمہیں حکم دیتا ہوں!"

جولیا اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے ہوئے بیٹھ گئی۔ وہ اس وقت کافی حسین معلوم ہو رہی تھی۔

عمران کافی دیر تک بکواس کرتا رہا۔

اس آدمی نے کہا کہ فی الحال دفتر میں کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔ لیکن وہ جولیا کے لئے جگہ

پیدا کرنے کی کوشش کرے گا۔

پھر وہ عمران کو وہیں بیٹھے رہنے کی تاکید کر کے جولیا کو اپنے ساتھ دفتر لے گیا۔ جولیا کی واپسی آدھے گھنٹے بعد ہوئی.... مگر وہ تنہا نہیں تھی.... اس کے ساتھ نہ صرف وہ اسسٹنٹ منیجر تھا بلکہ ایک دراز قد آدمی اور بھی تھا جس کے چلنے کا انداز دیکھ کر عمران نے ایک طویل سانس لی۔

"مبارک ہو جناب!" اسسٹنٹ منیجر نے عمران سے کہا۔ "یہ کل سے کام پر آئیں گی۔"

"شکریہ! بہت بہت شکریہ!" اس نے گرمجوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا.... اس کی آواز رقت آمیز ہو گئی تھی.... "میں عمر بھر آپ کا احسان یاد رکھوں گا۔"

ساتھ ہی عمران نے یہ بھی محسوس کیا کہ دراز قد آدمی اسے بری طرح گھور رہا ہے....

"کیوں جناب! کیا آپ کی آنکھوں میں تکلیف ہے؟" دراز قد آدمی نے ہمدردانہ لہجے میں کہا.... "آج تو دھوپ بھی نہیں ہے.... لیکن آپ سیاہ عینک میں نظر آ رہے ہیں۔"

"سیاہ عینک!" عمران مسکرا کر بولا۔ "میں ہمیشہ تاریک شیشوں کی عینک استعمال کرتا ہوں حتیٰ کہ رات کو بھی آپ مجھے اس عینک کے بغیر نہیں دیکھیں گے.... دراصل میری آنکھیں بڑی نفرت انگیز ہیں۔ اگر آپ دیکھیں تو آپ کو یقیناً گھن آئے گی۔"

عمران نے عینک اتار دی۔

اس کی آنکھیں خون کی طرح سرخ اور کیچڑ سے بھری ہوئی تھیں۔

"ڈیڈی پلیز...." جولیا نے ناک سکوڑ کر کہا.... "خدا کے لئے عینک لگایئے!"

عمران نے پھر آنکھوں پر عینک جما لی۔

جولیا کا دل اس وقت بری طرح دھڑکنے لگا تھا جب دراز قد آدمی نے عینک پر اعتراض کیا تھا مگر عمران کی چالاکی پر وہ عش عش کرنے لگی۔ دراز قد آدمی اسے انتہائی درجہ خطرناک معلوم ہو رہا تھا۔

واپسی پر جولیا عمران پر بری طرح برس پڑی۔ "میں اس تھپڑ کا بدلہ لے لوں گی.... سمجھے!"

"بڑے اطمینان سے لے لینا.... اب تو میں مستقل طور پر تمہارے ساتھ رہوں گا۔"

"کیا مطلب؟"

"تمہارا باپ بن کر رہوں گا۔ ویسے تم کچھ بھی سمجھو!"

میں تمہیں اپنے فلیٹ میں نہیں رکھوں گی۔"

"میں تمہیں اس کا مشورہ نہیں دوں گا کہ اب تم اپنے رہائشی فلیٹ میں جاؤ... آج ٹھہرو... وہاں تم نے اپنا پتہ تو نہیں بتایا؟"

"نہیں اپنا پتہ مجھے کل حاضری کے رجسٹر میں لکھنا پڑے گا۔"

"کرنل ہاور موجود تھا؟"

"ہاں اسی نے اسپیڈ کا امتحان بھی لیا تھا... مگر وہ سچ مچ خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے۔"

"عورتوں کے لئے؟" عمران نے پوچھا۔

"تم بالکل گدھے ہو۔" جولیا نے کہا "اور اس وقت ایک حماقت کر بیٹھے ہو! عورتوں کے معاملے میں وہ اس قدر بدنام ہے کہ کوئی عورت اس کے آفس کا رخ بھی نہیں کرتی... کیا اسے یا اس کے آدمیوں کو اس پر شبہ نہ ہوگا۔ غالباً وہ لمبا آدمی اسی لئے ریستوران میں آیا تھا کہ تمہیں بھی دیکھ لے۔"

"جولیا... او... بچی جولیا... میں نے آج تک عقلمندی کا کوئی کام ہی نہیں کیا... اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ اب تم اپنے رہائشی فلیٹ میں نہیں جاسکتیں۔"

"کیا ہے تمہارے ذہن میں؟ صاف صاف کہو۔"

"یہ لوگ ہمارے متعلق انکوائری ضرور کریں گے۔ اور میرا دعویٰ ہے کہ اسی وقت سے ہمارا تعاقب شروع ہو گیا ہوگا۔ لہٰذا ہمیں اسی مکان میں قیام کرنا چاہئے جہاں تم آٹھوں اکثر اکٹھے ہوتے ہو اور ویسے وہ بند پڑا رہتا ہے۔"

"تم کیا جانو!" جولیا نے حیرت سے کہا۔

"گدھا سب کچھ جانتا ہے مگر عموماً خاموش رہتا ہے۔ ویسے جب کبھی رینکنا شروع کرتا ہے تو لوگوں کی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں... خیر... پرواہ نہیں اس مکان کی ایک ایک کنجی آٹھوں کے پاس رہتی ہے۔ تمہاری کنجی اس وقت بھی تمہارے پرس میں موجود ہوگی۔"

"مجھے حیرت ہے کہ تم یہ سب کچھ کیسے جانتے ہو؟"

"میرا نام عمران ہے... کیپٹن فیاض نہیں۔"

"تم اسی لمبے آدمی کے چکر میں تھے؟"

"ہاں!"

"تو پھر اسے گرفتار کیوں نہیں کرا دیتے... مجھے ہاور کے دفتر میں ٹائپسٹ کیوں بنا رہے ہو؟"

"ارے... اس کے خلاف ثبوت بھی تو مہیا کرنے ہوں گے۔"

"ثبوت پہلے ہی سے موجود ہے... پروین کے فلیٹ میں کچھ ایسے نشانات بھی ملے تھے جو نہ پروین کی انگلیوں کے تھے اور نہ تمہاری انگلیوں کے... ہو سکتا ہے کہ وہ اسی کی انگلیوں کے نشانات رہے ہوں۔"

"ہاں! اسی لئے تو تمہیں اس کے آفس میں جگہ دلوائی ہے کہ تم کسی طرح سے اس کی انگلیوں کے نشانات حاصل کر لو۔ پھر ان کا دوسرے نشانات سے موازنہ کر کے کوئی کارروائی کی جائے!"

"تم مجھے بہلانے کی کوشش کر رہے ہو... کوئی چکر اور بھی ہے۔"

"موت کا چکر پڑھا ہے تم نے بڑا شاندار ناول تھا۔"

"بات نہ اڑاؤ!"

"چھوڑو بھی ہم آج سے ایک بالکل نئی زندگی کا آغاز کر رہے ہیں اب کے جاڑوں کے لئے تم میرا اسویٹر کس ڈیزائن کا بنو گی؟ بوڑھے باپ کو دستانوں کی ضرورت بھی پیش آئے گی۔"

"مجھے یہ طریقہ بالکل پسند نہیں۔"

"اور یہ پسند ہے کہ کیپٹن فیاض مجھے پکڑ کر جیل میں ٹھونس دے۔"

"مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ اگر ایسا ہو جائے... تم اسی قابل ہو۔"

"بوڑھے باپ کی بد دعائیں نہ لو... سمجھیں..."

"سب سمجھتی ہوں... مجھے بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو؟"

"بس آخری تمنا یہ ہے کہ کسی شریف آدمی سے تمہاری شادی کر کے بقیہ زندگی ہالی ووڈ میں گزار دوں۔"

"شٹ اپ!"

"باپ سے بدتمیزی نہیں کرتے..... ہاں..... بری بات ہے۔"

"میں یہیں سڑک پر تمہاری ڈاڑھی نوچ لوں گی۔"

"اور قیامت کے دن روسیاہ اٹھو گی۔"

"تم خود اٹھو گے روسیاہ"

"میرے والد صاحب ڈاڑھی نہیں رکھتے اس لئے میں محفوظ ہوں۔"

"تو تم اب میرے ساتھ کہاں جارہے ہو۔" جولیا جھلا گئی۔

"وہیں جہاں کے لئے پہلے کہہ چکا ہوں۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ تمہیں گورداسپور اور مجھے ٹنڈو الہ یار پہنچادے گا۔"

"بکواس نہ کرو..... تم میرے ساتھ نہیں رہ سکتے۔"

"جب ایک بیٹی باپ سے اس طرح گفتگو کرے تو سمجھ لو کہ کوئی آسمانی قہر نزدیک ہے۔ کنفیوشس نے یہی کہا تھا..... اگر کنفیوشس نہ کہتا تب بھی کم از کم بیٹی یہ تو ضرور محسوس کرتی کہ ایک آدمی تعاقب کر رہا ہے..... پیچھے مڑ کر دیکھنے کی ضرورت نہیں۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا" بس چپ چاپ چلتی رہو! آگے بس اسٹینڈ پر رک کر ہم کسی بس میں بیٹھ جائیں گے۔ خبردار اس کے خلاف نہ ہو ورنہ نتیجہ کی تم ذمہ دار ہو گی۔"

جولیا کو عمران کا یہ لہجہ بڑا ڈراؤنا معلوم ہوا۔ وہ چپ چاپ چلتی رہی کبھی کبھی وہ عمران سے سچ مچ خوف محسوس کرنے لگتی تھی۔

وہ ایک بس میں بیٹھ کر اس سڑک پر آئے جس کی گلی میں وہ مکان واقع تھا..... گلی صاف ستھری اور کشادہ تھی اور یہاں زیادہ تر متوسط طبقہ کے لوگ آباد تھے۔

جولیا نے پرس سے کنجی نکال کر قفل کھولا اور وہ دونوں اندر آئے۔

" آہا!" عمران نے کہا..... "یہاں فون بھی موجود ہے..... تب تو پھر کام بن گیا۔"

"کیا کام بن گیا؟"

"اب تم اپنے ساتھیوں میں سے دو چالاک ترین آدمی منتخب کرو جو یہاں آکر اس آدمی کی نگرانی کریں۔"

"کیا سچ مچ کوئی ہمارا تعاقب کر رہا تھا؟"

"پتہ نہیں کس گدھے نے تمہیں اس محکمے کے لئے منتخب کیا ہے!"

"شٹ اپ!" جولیا جھنجھلا گئی "اگر کوئی آدمی تعاقب کرتا بھی رہا ہے تو اس کے ذمہ دار تم ہو۔ تمہیں اس طرح مجھے کرنل نادر کے دفتر میں بھیجنا ہی نہ چاہئے تھا۔"

"ہاہا..... یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آسکتی۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں نے ہی اسے اپنے تعاقب پر مجبور کیا ہے۔"

"اس سے بڑی حماقت اور کیا ہو سکتی ہے۔"

"چلو فی الحال اسے حماقت ہی سمجھ لو۔ جو میں کہوں کرتی جاؤ۔ تم اس کا وعدہ کر چکی ہو۔ ورنہ مجھے کسی بھی مدد کی ضرورت نہیں تھی سمجھیں؟"

"جب تک تم مجھے پوری اسکیم سے باخبر نہ کرو گے۔ میں کچھ نہیں کروں گی۔"

"اگر میں راستے سے ہٹ جاؤں تو تم اس گھر سے باہر قدم نکالنے کی بھی ہمت نہ کر سکو گی۔"

جولیا کسی سوچ میں پڑ گئی۔ پھر وہ کھڑکی کے قریب گئی اور جھانک کر باہر دیکھا۔ گلی کے موڑ پر ایک آدمی کچھ اس انداز سے کھڑا نظر آیا جیسے اسے کسی کا انتظار ہو۔

عمران نے ایک کرسی میں گر کر اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔

جولیا فون کی طرف واپس آئی۔ لیکن پھر ڈائیل کرتے کرتے رک گئی دو منٹ خاموش کھڑی رہی۔ پھر کھڑکی کی طرف آکر ایک بار پھر باہر جھانکنے لگی۔

وہ آدمی اب گلی کے اندر داخل ہو کر سامنے والے مکانات کی لائن کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے ان کے نمبروں سے کسی مخصوص مکان کا پتہ معلوم کرنا چاہتا ہو۔

جولیا بڑی تیزی سے فون کی طرف چلی اور کیپٹن خاور کے نمبر ڈائیل کرنے لگی۔

کیپٹن خاور سے اس نے وہ سب کچھ کہا جو کچھ دیر پہلے عمران کہہ چکا تھا۔ لیکن اسے یہ نہیں بتایا کہ مکان میں اسکے ساتھ اور کون ہے۔ خاور نے جواب میں کہا کہ وہ اور کیپٹن جعفری جلدی ہی وہاں پہنچ جائیں گے۔

جیسے ہی وہ ریسیور رکھ کر مڑی۔ عمران اس کی طرف چیونگم کا پیکٹ بڑھاتا ہوا بولا.....

"ہو سکتا ہے کہ ہمیں رات کے کھانے کی بجائے چیونگم ہی پر قناعت کرنی پڑے۔"

جولیا کچھ نہیں بولی۔ وہ غور سے عمران کی طرف دیکھ رہی تھی۔ "تم کیا کرنا چاہتے ہو؟" اس نے آہستہ سے کہا۔

"کیا بتاؤں!.... یہاں تو گراموفون بھی نہیں ہے ورنہ رمبا.... یا.... والز ناچتا.... ویسے اپنی طرف ایک ہوتا ہے۔ تنہی کا ناچ جس میں نہ آرکسٹرا کی ضرورت ہے.... اور نہ رقص کرنے کے لباس کی.... ہم!.... کچھ نہیں.... فی الحال میں صرف صبر کرنا چاہتا ہوں۔"

"اگر رات یہیں بسر کرنی پڑی تو....؟"

"بسر کرلیں گے۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"تمہارے سر پر بسر کرلیں گے.... یہاں بستر نہیں ہیں۔"

"فرض کرلیں گے کہ ہم اپنی قبروں میں آرام کر رہے ہیں۔"

"یعنی زمین پر لیٹیں گے؟ بستر کے بغیر....؟"

"میرا دماغ مت چاٹو.... ورنہ تمہیں قتل کر کے فرار ہو جاؤں گا.... ہاں.... میرا نفس بڑا خراب ہے۔"

جولیا بڑبڑاتی ہوئی دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

دوسری صبح جولیا کو کرنل نادر کے دفتر جانا پڑا۔ وہ اور عمران ساتھ ہی ساتھ گھر سے باہر نکلے۔ لیکن قریب و دور انہیں کوئی بھی ایسا آدمی نہیں دکھائی دیا جس کے متعلق شبہ کیا جاسکتا کہ وہ ان کی نگرانی کر رہا ہے۔

سڑک پر کچھ دور پیدل چلنے کے بعد ایک بس میں بیٹھ گئی۔ اور عمران دوسری سڑک پر مڑ گیا۔ ویسے جولیا مضطرب ضرور تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ عمران کیا کرنا چاہتا ہے۔

پچھلی رات اس نے ایک بار ایکس ٹو کو فون کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا تھا۔ بلکہ یہ بھی نہ معلوم ہو سکا کہ لائن انگیج ہے یا کلیئر.... کسی قسم کی آواز نہیں معلوم ہوئی.... صرف ہوا کی سائیں سائیں سنتی رہی تھی جو ماؤتھ پیس کے سوراخوں سے گھس کر

کان تک پہنچ رہی تھی۔

اس نے اس کا تذکرہ عمران سے بھی کیا تھا اور عمران نے اس پر کہا تھا ہو سکتا ہے کہ نگرانی کرنے والوں نے تار کاٹ دیئے ہوں۔ لیکن جولیا کٹے ہوئے تار دیکھنے کے لئے باہر نہیں نکلی تھی۔

دفتر پہنچ کر اس نے حاضری کے رجسٹر میں اپنا نام جولیا ہیور تھ لکھا.... عمران نے اسے یہی نام بتایا تھا۔ کیونکہ وہ خود ڈکسٹر ہیور تھ تھا۔ جولیا نے پچھلی رات ڈکسٹر کو ڈسٹر بنا کر عمران کا خوب مذاق اڑایا تھا۔

اسسٹنٹ منیجر نے اسے کچھ فائل دیئے جن میں اسے تقریباً نصف درجن نقلیں تیار کرنی تھیں۔ کام بہت معمولی سا تھا جو ایک گھنٹے کے بعد ختم ہو گیا اس نے اسسٹنٹ منیجر سے مزید کام کے لئے کہا۔

"اوہ.... مس ہیور تھ.... بس.... اب فی الحال آپ کو بیکار بیٹھنا پڑے گا" منیجر مسکرایا.... "وہ تو میں نے زبردستی آپ کے لئے جگہ خالی کرائی ہے۔ محض اس لئے کہ آپ کرنل نادر کو قریب سے دیکھ سکیں۔ میں اتنے اچھے آدمی کے متعلق کسی کی بھی بری رائے برداشت نہیں کر سکتا.... یہ ضرور ہے کہ ہمارے یہاں کبھی کوئی لڑکی مستقل طور پر نہیں رکتی۔ لیکن اس کی وجہ وہ نہیں ہے جو عام طور پر بیان کی جاتی ہے بلکہ لڑکیاں اکتا جاتی ہیں۔ یہاں کے شریف آدمی ان سے فلرٹ نہیں کرتے۔ انہیں یہاں روکھی پھیکی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔ یہاں صرف تنخواہ سے کام ہوتا ہے۔ کوئی فلرٹ کرنے والا ان کے لئے تحفے نہیں خریدتا۔ کرنل نادر ایک بااصول آدمی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اگر ان کے آفس میں کوئی لڑکی کام کرتی ہے تو اسے لڑکی نہ سمجھا جائے۔ جنس مقابل کی حیثیت سے اس کے ساتھ کوئی ایسا برتاؤ نہ کیا جائے جس کی بناء پر آفس کے اوقات میں اسے اپنی جنس کا احساس ہو سکے!"

اتنی لمبی چوڑی تقریر کے جواب میں جولیا نے صرف اتنا کہا "مجھے اپنی غلط فہمی پر افسوس ہے۔"

اسسٹنٹ منیجر پھر شروع ہو گیا۔

"کرنل نادر اپنے آدمیوں سے برابری کا برتاؤ کرتے ہیں۔ وہ اکثر کلرکوں کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر ان کے گھروں تک پہنچا آتے ہیں۔ ان کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔ پچھلے چھ ماہ

سے ایک کلرک کی بیوی دق میں مبتلا ہے۔ کرنل نادر اپنی جیب سے اس کا علاج کرا رہے ہیں کہاں ملے گا ایسا باس اس زمانے میں.... اور میں کیا کیا بتاؤں مس ہیورتھ!.... کرنل نادر ایک عظیم آدمی ہیں۔"

جولیا سب کچھ تسلیم کرتی گئی۔ لیکن کسی مرد کے متعلق عورتوں کی چھٹی حس فوراً اعلان کر دیتی ہے کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔

جولیا نے پہلی ہی نظر میں کرنل نادر کے بارے میں کوئی اچھی رائے قائم نہیں کی تھی۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی محسوس کیا تھا کہ اس کی شخصیت میں اپنی بات منوانے کی صلاحیت بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔

آفس ختم ہونے پر ساڑھے چار بجے وہ باہر نکلی۔ کرنل نادر اپنی کار کی طرف جا رہا تھا.... جولیا کو دیکھ کر رک گیا۔

"گھر جا رہی ہو؟" اس نے بڑی شفقت سے پوچھا۔

"جی ہاں!"

"چلو۔ میں اپنی گاڑی میں پہنچا دوں۔"

"ارے نہیں.... آپ کو تکلیف ہوگی۔" جولیا گھبرا گئی۔ اسے توقع نہیں تھی کہ پہلے ہی دن وہ اتنی بے تکلفی سے پیش آئے گا۔

"نہیں کوئی بات نہیں۔" کرنل نادر نے اس کی انگلیوں میں انگلیاں پھنسا کر اسے کار کی طرف لے جاتے ہوئے کہا۔ اس دوسری بے تکلفی پر جولیا بالکل ہی نروس ہو گئی۔ کرنل نادر کی شخصیت میں نہ جانے کون سی قوت تھی جس کے تحت جولیا جیسی دلیر عورتوں کی زبانیں بھی گنگ ہو جاتی تھیں۔

جولیا چپ چاپ اگلی سیٹ پر جا بیٹھی۔ اسے ہوش ہی نہیں تھا کہ وہ کیا کر رہی ہے۔ کہاں جا رہی ہے۔ اور اس کے ساتھ کون ہے....

تقریباً پندرہ منٹ تک یہی کیفیت رہی۔ پھر اسے احساس ہوا کہ وہ ایک بڑی حماقت کر بیٹھی ہے۔ اسے اپنی کمزوری پر غصہ آ گیا ہے۔

قبل اس کے وہ کچھ کہتی۔ کرنل بولا "کیا بات ہے؟"

"کچھ نہیں مگر.... میں ادھر.... میرا مکان زیدی لین میں ہے.... زیرو روڈ پر...."

"اوہو! تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ میں سمجھا شاید صحیح جا رہا ہوں خیر کوئی بات نہیں۔ ہم آگے سے مڑ جائیں گے۔"

اس وقت وہ ماڈل ٹاؤن میں تھے.... اسے شہر کا آباد اور غیر آباد حصہ کہا جا سکتا تھا۔ آباد کے ساتھ ہی غیر آباد یوں کہا جا سکتا تھا کہ عمارتیں ایک دوسری سے کافی فاصلے پر تھیں اور یہاں بڑے بڑے لوگ آباد تھے۔ اس لئے یہاں دن کو بھی الو بولتے تھے جولیا اس کے کار موڑنے کی منتظر رہی۔ لیکن کار ماڈل ٹاؤن سے بھی گزر گئی.... اور اب وہ ایک ویرانے میں جا رہی تھی۔

اچانک جولیا کو اپنا پرس یاد آیا جو اس کی گود میں نہیں تھا۔

"کیا تمہیں اپنے پرس کی تلاش ہے؟" کرنل نادر نے پوچھا۔

"ہاں!" جولیا کے حلق سے بھرائی ہوئی سی آواز نکلی۔

"وہ میری رانوں کے نیچے ہے۔ تمہارے ہاتھ میں وہ پرس اچھا نہیں لگے گا جس میں اعشاریہ دو پانچ کا کوئی پستول بھی موجود ہو۔"

"تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟"

"میں تمہیں بتاؤں گا کہ میں کتنا برا آدمی ہوں تم نے میرے متعلق یہی خیال ظاہر کیا تھا.... کیوں؟.... نہیں.... چپ چاپ بیٹھی رہو.... کار کی رفتار بہت تیز ہے.... تم اتر نہیں سکتیں اور نہ مجھ پر حملہ کر سکتی ہو.... کیونکہ اس صورت میں ممکن ہے میرا ہاتھ بہک جائے اور ہم دونوں کس درخت سے ٹکرا کر فنا ہو جائیں!"

جولیا پر ایک بار پھر بدحواسی طاری ہو گئی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا دور ایک سیاہ سی وین آتی دکھائی دے رہی تھی۔

جولیا نے شدید ذہنی ہیجان کے باوجود بھی یہی سوچا کہ اس میں عمران کے علاوہ اور کوئی نہ ہوگا۔ کرنل نادر کی نظر ونڈ شیلڈ پر تھی۔

تقریباً دس منٹ بعد اس نے کار روکی.... جولیا نے دروازہ کھول کر اترنا چاہا.... لیکن کرنل نادر نے اس کا بازو پکڑ لیا اور جولیا کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا بازو ٹوٹ ہی جائے گا۔ اسے یقین تھا کہ پیچھے آنے والی وین میں اس کا کوئی نہ کوئی مددگار ضرور ہے۔ اس لئے اس نے اپنی آواز میں خود اعتمادی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"میرا بازو چھوڑو۔ میں تم سے ذرہ برابر بھی خائف نہیں ہوں۔"

جواب میں کرنل نادر نے ایک زہریلا سا قہقہہ لگا کر کہا "اترو!"

"نہیں اتروں گی!"

"تمہاری مرضی...." کرنل نے لاپروائی سے اپنے شانوں کو جنبش دی اور سیٹ ہی پر بیٹھا رہا.... اتنے میں وہ وین بھی قریب آگئی۔ سیاہ رنگ کی ایک چھوٹی سی وین تھی۔ لیکن اسٹیرنگ کے پیچھے عمران یا جولیا کے کسی دوسرے مددگار کی بجائے وہی دراز قد آدمی موجود تھا جس کے لئے اسے کرنل نادر کے دفتر میں ملازمت کرنی پڑی تھی۔

وہ نیچے اترا اور کرنل نادر کی کار کا دروازہ کھول کر بڑی بیدردی سے جولیا کو نیچے کھینچ لیا۔

"اُدھر لے چلو... جھاڑیوں میں!" کرنل نادر ایک طرف ہاتھ اٹھا کر بولا اس کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ تھی۔

جولیا چیخ چیخ کر انہیں گالیاں دینے لگی۔ دفعتاً دراز قد آدمی نے دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن پکڑ لی اور دانت پیس کر بولا "گلا گھونٹ کر مار ڈالوں گا۔" پھر اس نے نیچے جھک کر اسے اپنے ہاتھوں پر اٹھا لیا۔ جولیا دونوں ہاتھوں سے اس کے سر کے بال نوچتی رہی۔ منہ پر تھپڑ لگاتی رہی لیکن وہ اسے اسی طرح اٹھائے چلتا رہا۔ پھر ایک جگہ کرنل نادر کے کہنے پر اسے زمین پر پٹخ دیا۔ جولیا کے سخت چوٹ آئی اور ساتھ ہی اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ یہ لوگ ذرہ برابر بھی رحم نہ کریں گے۔ وہ خاموش ہو گئی اور زمین سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں ایک بڑے سے چاقو کی نوک اس کے سینے سے آ لگی جس کا دستہ کرنل نادر کے ہاتھ میں تھا۔ کرنل نادر دراز قد آدمی سے کہہ رہا تھا۔ "تم دونوں گاڑیاں ادھر ہی لے آؤ۔ ان کا سڑک پر ہونا ٹھیک نہیں ہے۔"

دراز قد آدمی سر ہلاتا ہوا چلا گیا۔

"اب بتاؤ کہ تم حقیقتاً کون ہو؟" کرنل نادر نے جولیا سے کہا "میں بہت سفاک آدمی ہوں تمہیں سچ بولنے پر مجبور کرنے کے لئے سب کچھ کر گذروں گا۔"

جولیا کچھ نہ بولی۔ لیکن پھر اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی خاموشی چاقو کی نوک گوشت ہی میں اتار دے گی۔

"میں ایک.... ایک.... غریب لڑکی ہوں۔" اس نے دردناک آواز بنانے کی کوشش کی۔

"غریب لڑکیاں اپنے پرس میں ریوالور نہیں لئے پھرتیں۔"

جولیا پھر خاموش ہو گئی۔ ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا۔ اونچے درختوں پر نمناک سی نارنجی رنگ کی دھوپ کپکپا رہی تھی۔

"بولو!" نادر نے کہا اور چاقو کی نوک پر دباؤ بڑھ گیا۔

"جو کچھ بتانا تھا بتا چکی.... اب تم جو کچھ کہو کہہ دوں۔ پتہ نہیں تم کیا چاہتے ہو!" جولیا نے دل مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

اتنے میں دراز قد آدمی کرنل نادر کی کار وہاں لے آیا اور اسے چھوڑ کر دوبارہ سڑک کی طرف چلا گیا۔ سڑک اور اس جگہ کے درمیان اونچی نیچی جھاڑیاں حائل تھیں۔ کار کو لانے کے لئے اسے ایک نالے میں اترنا پڑا تھا۔

"اچھا!" کرنل نادر نے چاقو کی نوک اس کے سینے سے ہٹاتے ہوئے کہا "وہی تم سے کہے گا۔ میں اس سے زیادہ سفاک نہیں ہوں.... تم بہت خوبصورت ہو مجھے تم پر رحم آتا ہے۔ وہ پہلے تمہارے دونوں کان کاٹے گا۔ پھر ناک پھر انگلیاں.... حتیٰ کہ تم بتاؤ گی یا مر جاؤ گی۔ جس وین میں وہ آیا ہے اس میں زمین کھودنے کا سامان بھی موجود ہے۔ پھر تم خود سمجھ سکتی ہو کہ تمہاری لاش بھی کسی کو نہ ملے گی۔" جولیا کانپ گئی وہ زمین پر پڑی اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی۔ وہ خود میں اتنی طاقت بھی محسوس نہیں کر رہی تھی کہ زمین سے اٹھ سکتی۔

دراز قد آدمی وین بھی وہیں لے آیا اس بار اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی جولیا کی روح فنا ہو گئی۔ وہ پہلے سے بھی زیادہ بھیانک نظر آ رہا تھا۔

"اسے سنبھالو!" کرنل نادر نے کہا۔

"میں دیکھتا ہوں۔" اس نے سرد لہجے میں کہا "عورتوں کے معاملہ میں تم بزدلی کی حد تک کمزور ہو!"

وہ جولیا کی طرف مڑا ہی تھا کہ عمران نے جھاڑیوں سے سر نکال کر کہا "ذرا خیال رہے اس کی ہڈیاں ٹوٹنے نہ پائیں۔ میں اس کا ڈھانچہ اپنے ڈرائنگ روم میں رکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔"

عمران جھاڑیوں سے نکل آیا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں پستول تھے اور ان کے رخ ان دونوں کی طرف تھے۔ اس وقت عمران اپنی صحیح شکل و صورت میں تھا جولیا اسے دیکھتے ہی اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے رکھو۔" عمران نے سخت لہجے میں کہا اور آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھنے لگا۔

اچانک لمبے آدمی نے کسی بندر کی طرح عمران پر چھلانگ لگائی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اپنے دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ کر ڈھیر ہو گیا۔ کیونکہ پستول کی نال سے پانی کی دھاریں نکل کر اس کے چہرے پر پڑی تھیں۔ یہی برتاؤ اس نے کرنل نادر کے ساتھ بھی کیا۔ دونوں اپنے چہروں پر ہاتھ رکھے بری طرح دہاڑ رہے تھے۔ عمران نے لمبے آدمی کی کمر پر ایک زوردار لات رسید کی اور وہ پھر منہ کے بل زمین پر گرا۔

"ارے دیکھتی کیا ہو شروع ہو جاؤ!" عمران نے جولیا سے کہا لیکن اس نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی۔ عمران نے کرنل نادر کے بھی لات رسید کی اور وہ بھی اسے گالیاں دیتا ہوا منہ کے بل جا گرا۔ ذرا ہی سی دیر میں وہ دونوں بھوت بن گئے۔ ان کے چہروں پر مٹی کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ آنکھیں بند تھیں اور وہ درد سے چیخ رہے تھے۔ اندھوں کی طرح چیخ چیخ کر ہوا سے لڑ رہے تھے۔ ایک بار دراز قد آدمی ان کی آواز پر اس کی طرف مکا تان کر دوڑا اور عمران نے کرنل نادر کو اس پر دھکیل دیا۔ دراز قد آدمی کا اٹھا ہوا ہاتھ پوری قوت سے کرنل نادر کی ناک پر پڑا اور کرنل نادر نے دہاڑ کر اس کی گردن پکڑ لی۔

"میں ہوں نادر!... میں ہوں...." دراز قد آدمی چیخا اور جولیا بے ساختہ ہنس پڑی۔

عمران نے بھی احمقوں کی طرح ہنسنا شروع کر دیا۔

پھر ایک طوفان بدتمیزی برپا ہو گیا۔ عمران انہیں آواز دیتا وہ آواز پر جھپٹتے اور عمران آگے بڑھ کر ٹانگ مار دیتا اور وہ گالیاں بکتے ہوئے نیچے چلے آتے۔

ایک بار جولیا نے اسی طرح عمران کو گرا دیا۔

"ہائیں.... یہ کیا....؟" عمران بسور کر بولا۔

"تمہاری بدولت مجھے اتنی پریشانی ہوئی ہے اور اب اس حماقت کا مقصد سمجھ میں نہیں آ رہا۔"

"ابھی سمجھ جاؤ گی۔" عمران سر ہلا کر بولا اور وہ دونوں مخالف سمتوں سے اس کی آواز پر دوڑے اور آپس میں ٹکرا کر رہ گئے۔ دونوں کی زبانوں سے گالیاں نکلیں اور کرنل نادر نے چیخ کر کہا "میں ہوں...." ان دونوں کی آنکھیں اب بھی بند تھیں۔ وہ کبھی کبھی آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتے لیکن پھر اس طرح بند کر لیتے جیسے وہاں ناقابل برداشت قسم کی روشنی ہو۔

اس بار دراز قد آدمی کرنل کے چیخنے کے باوجود بھی اس کی مرمت کرتا رہا۔

"میں تمہیں مار ڈالوں گا۔ تمہاری ہوس پرستی نے یہ وقت دکھایا۔ میں تمہیں منع کر رہا تھا کہ لڑکی کو ادھر نہ لاؤ۔"

پھر وہ دونوں ایک دوسرے کو کاٹنے اور بھنبھوڑنے لگے۔

"اب ختم بھی کرو.... یہ قصہ!" جولیا نے آہستہ سے کہا۔

"ٹھہرو! انہیں اچھی طرح لڑ لینے دو جب ان میں سکت نہ رہ جائے گی تو باندھ لوں گا۔ میں کم سے کم تکلیف اٹھانے کا عادی ہوں۔ دھول دھپے سے زیادہ دلچسپی نہیں رکھتا.... تم خود سوچو اگر میں ایسے طریقے اختیار نہ کروں تو میرا کام کیسے چلے.... نہ میں صاحب اختیار ہوں اور نہ میرے ہاتھ میں قانون.... فیاض ہوتا تو پوری گارد کے ساتھ چڑھ دوڑتا.... لیکن میرا دعویٰ ہے کہ اس کے باوجود بھی یہ دونوں نکل جاتے!"

O

تھوڑی دیر بعد دونوں کرنل نادر کی کار کی اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے اور کار شہر کی طرف

جاری تھی۔ دراز قد آدمی اور کرنل نادر پچھلی سیٹ پر بیہوش پڑے تھے۔ ان کے ہاتھ پیر جکڑے ہوئے تھے اور عمران نے ان کے منہ میں حلق تک رومال ٹھونس دیئے تھے۔ دراز قد آدمی کی وین وہیں جنگل میں چھوڑ دی گئی تھی۔

"یہ ایک بڑا لمبا چکر تھا۔" عمران کہہ رہا تھا۔ "یہ لوگ ایک جنگ باز ملک کے ایجنٹ ہیں۔ عرصہ سے ان کی خفیہ سرگرمیاں یہاں جاری تھیں۔ انہوں نے سنگبار کی بعض پہاڑیوں میں اپنے خفیہ تہہ خانے بنا رکھے تھے۔ وہاں ان کے قیدی رکھے جاتے تھے۔ اور یہ قیدی اہم ترین سرکاری آفیسرز ہوتے تھے۔ وہ ان سے سرکاری راز حاصل کرنے کے لئے انہیں طرح طرح کی اذیتیں دیتے اور بعض اوقات ان کے آدمی ان گمشدہ آفیسروں کے عہدے تک سنبھال لیتے۔ اب اپنے محکمے کے کرنل زیدی ہی کی مثال لے لو!"

"کیا تمہیں ان سب باتوں کا علم ہے۔" جولیا نے حیرت سے کہا۔

"ہاں مجھے ان کا علم ہے اور ساتھ ہی اس بات پر افسوس بھی ہے کہ یہاں اس شہر میں کوئی ایسا آدمی بھی ہے جس کی صلاحیتوں کو میں نہیں پہنچ سکتا۔ معلوم نہیں وہ کون ہے.... کہاں ہے۔ لیکن وہ بڑے خطرناک لمحات میں میری مدد کرتا ہے اس سے ہمیشہ فون ہی پر گفتگو ہوتی ہے۔ اسی نے مجھے بتایا تھا کہ تم کرنل نادر کے آفس کے سامنے ملو گی.... اسی نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تمہیں کرنل نادر کے آفس میں کام کرنے پر مجبور کروں.... کیا تم مجھے بتا سکو گی کہ وہ کون ہے۔یا تم آٹھوں کے درمیان کوئی نواں آدمی بھی موجود ہے۔"

"نہیں!" جولیا نے حیرت سے کہا۔ "میں تو ایسے کسی آدمی کو نہیں جانتی۔" اس نے بڑی صفائی سے جھوٹ بولا تھا اور سوچ رہی تھی کہ ایکس ٹو کتنی خوبصورتی سے اپنا کام نکالتا ہے۔

"خیر۔" عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا "کبھی نہ کبھی تو یہ معلوم ہو کر ہی رہے گا کہ وہ کون ہے.... عمران سے بچ کر کہاں جائے گا۔"

جولیا اس پر کچھ نہیں بولی اور عمران نے کہا "ہاں تو شاید انہیں یہ یقین تھا کہ سنگبار کی زیر تعمیر سڑک کے سلسلے میں ان کے قید خانوں پر کوئی اثر نہیں پڑے گا لیکن ان کے اندازے کے خلاف ان کا ایک قید خانہ منہدم ہو گیا۔ اس کے نیچے کئی آدمی کچلے گئے اور ان کا خون چٹانوں میں

بہہ نکلا۔ جب انہوں نے یہ دیکھا کہ راز ظاہر ہو جائے گا تو دوسرا قید خانہ انہوں نے خود ہی ڈائنامائیٹ سے اڑا دیا۔ اسی قید خانے کے پتھروں کے نیچے سے کرنل زیدی کی بھی لاش نکلی تھی۔"

"لیکن وہ انہیں وہاں رکھتے ہی کیوں تھے۔ ختم کیوں نہیں کر دیتے تھے۔" جولیا نے پوچھا۔

"اوہ.... ہو سکتا ہے کہ بہتیروں کو ختم بھی کر دیتے رہے ہوں۔ میرا خیال ہے کہ وہ صرف ان لوگوں کو زندہ رکھتے تھے جن سے کوئی اہم راز معلوم ہو جانے کا امکان نظر آتا تھا۔"

"مگر تم ان کے خلاف ثبوت کیسے مہیا کرو گے؟"

"میں آج دن بھر جھک نہیں مارتا رہا ہوں۔ میں نے ان کے کئی خفیہ اڈوں کا پتہ لگایا ہے۔ جہاں سے کرنل نادر کے خلاف کافی مواد مل جائے گا۔ اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ میں ان کے سرغنہ کو پہلے ہی پکڑ چکا ہوں.... بھوری ڈاڑھی والا ایک غیر ملکی جو بڑی فصیح اردو کسی اہل زبان کی طرح بولتا تھا۔"

"وہ تمہیں کہاں ملا؟" جولیا نے حیرت سے کہا۔

"انہیں خفیہ اڈوں میں سے ایک میں.... پہلے وہ رکمشن اسٹریٹ کے آسیب زدہ مکان میں رہتا تھا۔ بہر حال اگر یہ سارے ثبوت نہ ہوتے تب بھی میرا کام تو بن گیا تھا۔ ثبوت کے لئے یہ دراز قد آدمی کافی ہوتا۔ جس کی انگلیوں کے نشانات پروین کے فلیٹ میں ملے تھے اور اس کے علاوہ اس کی انگلیوں کے نشانات کرنل زیدی کی میز اور کرسی پر بھی ملے تھے۔ پروین بھی اس گروہ سے تعلق رکھتی تھی۔ اسے صرف اس لئے قتل کر دیا گیا کہ وہ میری نظر میں آگئی تھی.... ہاں ٹھہرو!"

لینڈ کسٹم پوسٹ کی عمارت آگئی تھی۔

"مجھے بہت شدت سے پیاس لگی ہے۔ میں پانی پی کر آتا ہوں۔"

عمران کار روک کر نیچے اتر گیا۔ وہ دراصل یہاں سے کیپٹن جعفری کو بحیثیت ایکس ٹو فون کرنا چاہتا تھا۔ اس نے اسے اطلاع دی کہ عمران جولیا سمیت دو مجرموں کو لا رہا ہے۔ وہ اپنے آدمیوں سمیت ماڈل ٹاؤن کے باہر پہنچ جائے۔

اندھیرا پوری طرح پھیل گیا۔ عمران واپس آیا۔ کار اسٹارٹ کی۔ پھر انجن بند کر کے کچھ بڑبڑاتا ہوا نیچے اتر گیا۔ وہ خواہ مخواہ دیر کرنے کے لئے بونٹ اٹھا کر انجن دیکھنے لگا۔ مقصد دراصل یہ تھا کہ اتنی دیر میں جولیا کے دوسرے ساتھی ماڈل ٹاؤن کے قریب پہنچ جائیں اور وہ ڈرامائی انداز میں اس ڈرامے کا ڈراپ سین کر دیں۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ پھر اپنی جگہ پر بیٹھتا ہوا جولیا سے بولا "کیا تم نے کوئی حرکت کی تھی انجن کے ساتھ؟"

"نہیں تو مگر یہ بتاؤ کہ تم یک بیک ان جھاڑیوں میں کیسے جا پہنچے تھے؟"

"مجھے یہ دراز قد آدمی اپنے ساتھ ہی لے آیا تھا۔"

"کیا مطلب؟"

"ارے میں اسی وین کے پچھلے حصے میں چھپ گیا تھا۔"

"اور تم اتنی دیر تک خاموش رہے تھے۔" جولیا دانت پیس کر بولی۔ "اس وقت بھی کچھ نہیں بولے۔ جب وہ سور کا بچہ مجھے اٹھا کر جھاڑیوں میں لے گیا تھا۔"

"آہا مجھے لطف آ رہا تھا.... تم نے خوب خوب طمانچے لگائے تھے اسکے۔"

"کبھی نہ کبھی اس کا بدلہ ضرور لوں گی۔"

قبل اس کے کہ عمران کچھ کہتا۔ اچانک اسے کار کی رفتار کم کر دینی پڑی سامنے سات آدمی راستہ روکے کھڑے تھے۔ عمران ہارن پر ہارن دیتا رہا۔ لیکن وہ اپنی جگہوں سے ہلے تک نہیں۔ اس نے کار روک دی۔ اور پھر سارجنٹ ناشاد کی آواز آئی۔ اتر آؤ بھتیجے چپ چاپ.... خیریت اسی میں ہے۔"

"دیکھا تم نے!" عمران کسی لڑاکا عورت کے انداز میں جولیا کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔ "یہ لوگ آگئے میری محنت برباد کرنے.... خدا انہیں غارت کرے۔"

"بھتیجے! تم نے سنا نہیں؟" سارجنٹ ناشاد نے پھر للکارا۔ اور دوسرے ہی لمحے میں کسی نے دروازہ کھول کر عمران کو نیچے کھینچ لیا۔

"ارے! تم بیٹھی دیکھ رہی ہو تمہیں بھیڑیا لے جائے۔" عمران نے جولیا کو مخاطب کیا۔ مگر وہ کچھ بولی نہیں۔ ویسے اسے بھی ان لوگوں کی یہ حرکت گراں گذری تھی۔ لیکن وہ جانتی تھی کہ

جو کچھ بھی ہو رہا ہے ایکس ٹو کے حکم سے ہو رہا ہے اس بے چاری کو کیا علم کہ ایکس ٹو اس وقت بھی اس کے قریب کھڑا ان سب کو اچھی طرح الو بنا رہا ہے۔

جیسے ہی کار حرکت میں آئی عمران نے چیخ کر کہا۔ "خدا کرے تم سبھوں کی.... بیویاں مر جائیں.... اور جولیا کو زندگی بھر.... وہ نہ نصیب ہو.... شوہر.... شوہر....!"

○

دوسری صبح عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا اپنے ملازم سلیمان کو ڈیکارٹس کا انٹرایکشن ازم سمجھا رہا تھا۔ آخر بکواس کرتے کرتے رک کر پوچھا "کیا سمجھا؟"

"سمجھ گیا صاحب!"

"کیا سمجھ گیا؟"

"انٹر کلاس پینل گلینڈ پر ہوتا ہے۔"

"انٹرایکشن ازم۔" عمران دہاڑا.... "پینل گلینڈ.... ابے تو کبھی بڑا آدمی نہیں بن سکتا۔ ہمیشہ جوتیاں سٹکائے گا۔ ہپ، دیکھو، کون ہے باہر۔ دروازہ کھولو!"

بند دروازے پر بڑی دیر سے کوئی دستک دے رہا تھا۔ سلیمان نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ سامنے کیپٹن فیاض نظر آیا اور عمران نے چیخ کر کہا۔ "ابے او سلیمان کے بچے یہ تو نے کیا کیا؟"

فیاض اندر آگیا۔ وہ قہر آلود نظروں سے عمران کو گھور رہا تھا۔ سلیمان چپ چاپ وہاں سے کھسک گیا۔

"کچھ بھی ہو۔" فیاض غرایا "تمہارے ہتھکڑیاں ضرور لگاؤں گا۔ تم نے مجھے بھی ذلیل کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیا تم مجرموں کو براہ راست میرے حوالے نہیں کر سکتے تھے۔ میرے پاس تمہارا وارنٹ ہے اور چونکہ پروین کے ریوالور پر تمہاری انگلیوں کے نشانات ملے تھے اس لئے تم عدالت ہی میں اپنی صفائی پیش کر سکو گے۔"

"میں یہیں اپنی صفائی پیش کر سکتا ہوں۔" عمران نے گلوگیر آواز میں کہا۔ "میں صبح اٹھ کر نہایا ہوں۔ دانت صاف کئے ہیں ہمدرد منجن سے۔ ہاتھ کی صفائی تم بارہا دکھا چکے ہو۔ ویسے میں

تمہیں اس طبقے کا آدمی نہیں سمجھتا جسکا رزق پیٹ کی صفائی پر منحصر ہے۔ اتنی صفائیاں دے چکا۔ اب اگر تم اتنی ذرا سی بات کیلئے عدالت میں کھنچو تو خدا کرے تمہاری بیوی بیوہ ہو جائے۔"

"تم شاید مذاق سمجھتے ہو۔" فیاض جیب میں ہاتھ ڈال کر وارنٹ نکالتا ہوا بولا۔ "یہ ہے وارنٹ اور دوسری جیب میں ہتھکڑیوں کا جوڑا ہے۔ میں مجبور ہوں یہ تمہارے والد کا حکم ہے کہ تمہارے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہ کی جائے۔"

"ارے یار میں ان کا بیٹا ہوں۔ رشوت میں نہیں ملا تھا۔" عمران نے بھی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کاغذ نکالتے ہوئے کہا "میرا خیال ہے کہ ہم دونوں اپنے کاغذ بدل کر انہیں غور سے پڑھیں۔"

فیاض کا چہرہ تاریک ہو گیا۔ اسے مجرم محکمہ خارجہ کے توسط سے ملے تھے اور محکمہ خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان تھے۔ ایسی حالت میں اسے پہلے ہی سے خدشہ تھا کہ شاید وہ عمران پر ہاتھ نہ ڈال سکے۔ وہ جانتا تھا کہ سر سلطان کی نظروں میں عمران کی کتنی وقعت ہے۔ ویسے یہ بات تو اس کے فرشتے بھی نہیں سوچ سکتے تھے کہ عمران بھی محکمہ خارجہ کے کسی شعبے کا اعلیٰ آفیسر ہو سکتا ہے۔ اس نے عمران کے ہاتھ سے اپنے حاصل کئے ہوئے وارنٹ کی منسوخی کا حکمنامہ لے کر دیکھا اور اس کے ہونٹ بھی خشک ہو گئے۔

"میں نہیں مانتا۔" فیاض نے کھسیانے انداز میں کہا "ابھی معلوم کئے لیتا ہوں پھر دیکھوں گا تمہیں۔"

"اس بار ذرا سرمہ لگا کر دیکھنا۔ تاکہ میں وہیں کا وہیں مر کر رہ جاؤں۔ ارے باپ رے! ذرا سوچو تو... تمہاری آنکھوں میں سرمہ... ہے... ہے...!"

فیاض نے ٹیلیفون اپنی طرف کھینچ کر کسی کو فون کیا اور جب گفتگو شروع کی تو معلوم ہوا کہ وہ اسی مجسٹریٹ سے ہمکلام ہے جس نے عمران کی گرفتاری کا وارنٹ جاری کیا تھا لیکن شاید دوسری طرف سے ملے ہوئے جوابات مایوس کن تھے کیونکہ ذرا سی ہی دیر میں فیاض کے چہرے پر مردنی چھا گئی اور آنکھوں سے بے بسی جھلکنے لگی تھی۔ ریسیور رکھ کر اس نے جیب سے رومال نکالا۔ اور پیشانی سے پسینہ پونچھنے لگا۔

"کوکا کولا... منگاؤں تمہارے لئے؟" عمران نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"آج ہی میں استعفیٰ دے رہا ہوں۔" فیاض دہاڑا۔

"اس طرح تم اپنی آئندہ نسلوں پر رحم کرو گے۔ خدا تمہاری مغفرت کرے استعفیٰ دینے کے بعد سیدھے یہیں آنا سوپر فیاض! میں تمہیں دوسرا دھندہ بتاؤں گا۔"

"بکواس مت کرو۔" فیاض نے دانت پیس کر کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

عمران کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی۔ پھر اچانک فون کی گھنٹی بجی عمران نے ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف جولیانا فٹز واٹر تھی اس نے عمران کے ٹیلیفون کے وہ نمبر ڈائیل کئے تھے جو ٹیلیفون ڈائرکٹری میں موجود تھے۔

"ہیلو عمران!"

"عمران کا جنازہ تیار ہے آکر شرکت کرو۔" وہ رو دینے والی آواز میں بولا "تم لوگ بڑے احسان فراموش ہو۔ تمہارے لئے میں نے اتنی محنت کی اور تم نے میرے ساتھ یہ برتاؤ کیا۔"

"میں کیا کرتی... دوسروں نے..."

"الو بناتی ہو مجھے... مجھے یہ اسی کی حرکت معلوم ہوتی ہے۔ اسے لکھ لو کہ میں فیاض ہی کی طرح عنقریب اس کا بھی بیڑہ غرق کر دوں گا۔"

"پتہ نہیں تم کس آدمی کا تذکرہ کر رہے ہو۔ میں ایسے کسی آدمی کو نہیں جانتی! اگر تمہارے وارنٹ کا کیا ہوا؟"

"تم سے مطلب؟... تم نے تو اپنا الو سیدھا کر لیا۔"

"نہیں... بتاؤ کیا ہوا؟"

"کچھ بھی نہیں!... دروازہ بند کئے بیٹھا ہوں۔ پتہ نہیں کب گرفتار کر لیا جاؤں!"...

عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

﴿ختم شد﴾